سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2018

جمعرات،8۔فروری 2018

(یوم الخمیس،21۔جمادی الاوّل 1439ھ)

سولہویں اسمبلی: چونتیسواں اجلاس

جلد 34: شمارہ 9

493

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 8۔ فروری 2018

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون سیالکوٹ یونیورسٹی 2018

ایک وزیر مسودہ قانون سیالکوٹ یونیورسٹی 2018 پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون نارووال یونیورسٹی 2018

ایک وزیر مسودہ قانون نارووال یونیورسٹی 2018 پیش کریں گے۔

(بی) رپورٹوں کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ، لاہور، بہاولپور اور راولپنڈی کی سالانہ سرگرمی کی رپورٹیں برائے سال 2015-16

ایک وزیر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ، لاہور، بہاولپور اور راولپنڈی کی سالانہ سرگرمی کی رپورٹیں برائے سال 2015-16 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

495

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چونتیسواں اجلاس

جمعرات، 8-فروری 2018

(یوم الخمیس، 21-جمادی الاوّل 1439ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 38 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا ۝١ وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝٢ وَالنَّهَارِ اِذَا
جَلّٰهَا ۝٣ وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰهَا ۝٤ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝٥
وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰهَا ۝٦ وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝٧ فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا
وَتَقۡوٰهَا ۝٨ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا ۝٩ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا ۝١٠

سورة الشّمس آیات 1 تا 10

سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی (1) اور چاند کی جب اس کے پیچھے نکلے (2) اور دن کی جب اُسے چمکا دے (3) اور رات کی جب اُسے چھپالے (4) اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا (5) اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے پھیلایا (6) اور انسان کی جس نے اس (کے اعضاء) کو برابر کیا (7) پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی (8) کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا (9) اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا (10)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عبدالروف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جہاں بھی ہو وہیں سے دو صدا سرکارؐ سُنتے ہیں
سرِ آئینہ سُنتے ہیں پسے دیوار سُنتے ہیں
میری ہر سانس اُن کی آہٹوں کے ساتھ چلتی ہے
میرے دل کے دھڑکنے کی بھی وہ رفتار سُنتے ہیں
میں صدقے جاؤں اُن کی رحمت اللعالمینی کے
پُکارو چاہے جتنی بار وہ ہر بار سُنتے ہیں
مظفر جب کسی محفل میں اُن کی نعت پڑھتا ہوں
میرا ایمان ہے وہ بھی میرے اشعار سُنتے ہیں

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! میری بات سُنیں، آپ ماشاء اللہ سمجھدار ہیں تو جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی کر کے تھوڑا سا گزارہ کیجئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سکول ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن سپروائزر بنیادی مراکز صحت پر تعینات ہوئے ان کو 10 سال سروس کے باوجود ریگولر نہیں کیا گیا۔ 2009 میں پنجاب حکومت کے گریڈ۔19 تک کے تمام ملازمین ریگولر کر دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ پنجاب اسمبلی کے سامنے مال روڈ پر بیٹھے ہیں جس کی وجہ سے روڈ بند ہے اُن کا کہنا ہے کہ جب تک اُن کے مطالبات نہیں مانے جائیں گے وہ بیٹھے رہیں گے۔ میری طرف سے گزارش یہ ہے کہ آپ کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے کوئی بندہ اُن کے پاس باہر جائے کیونکہ وہ روڈ بلاک کر کے بیٹھے ہیں۔ ایک طرف ویسے کنسٹرکشن ہو رہی ہے دوسری طرف یہ لوگ بیٹھے ہیں اور ان کے مطالبات بھی جائز ہیں یہ پڑھے لکھے پی ایچ ڈی لوگ ہیں اس مسئلے پر اگر آپ تھوڑی سی توجہ دیں تاکہ ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے اور ان کا مطالبہ بالکل جائز ہے۔ جیسے باقی ملازمین ریگولر ہوئے ہیں ان کو بھی ریگولر کیا جائے تاکہ ان کی دادرسی بھی ہو جائے اور روڈ بھی کھل جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جناب محمد عارف عباسی نے توجہ دلائی ہے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ روزانہ کا معمول ہے کہ اسمبلی کا گھیراؤ ہے۔ باہر چوک میں احتجاج ہو رہا ہے، کبھی نابینا افراد کا احتجاج ہو رہا ہے، کبھی ڈاکٹرز کا احتجاج، کبھی نرسز کا احتجاج، کبھی ٹیچرز کا احتجاج ہو رہا ہے تو یہاں اسمبلی میں آنا محال ہو جاتا ہے۔ آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ حکمران جماعت کو پابند کریں کہ اسمبلی میں پہنچنے کے لئے کم از کم کوئی ایک رُوٹ مقرر کر دیں۔ حکومت بے بس ہو گئی ہے اور حکومتی رٹ ختم ہو چکی ہے کہ سارے طبقات ہی سڑکوں کے اوپر ہیں۔ جلسہ، جلوس، احتجاج وغیرہ یعنی ہر چیز کا گھیراؤ ہو رہا ہے تو حکمران جماعت کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے آپ کم از کم اس طرح کی کوئی ruling دیں کہ کوئی ایک سڑک متعین کر دی جائے جو بالکل clear ہو جس سے معزز ممبران اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لئے آ بھی سکیں اور واپس جا بھی سکیں۔ آج بھی ہم ڈیڑھ گھنٹے تک ٹریفک میں پھنسے رہے ہیں اور اکثر معزز ممبران اب بھی چاروں طرف سے گھوم گھما کر یہاں تک پہنچ رہے ہیں اور نکلتے وقت بھی یہی حال ہو گا۔ یہ روزانہ کا معمول ہے اگر مہینے میں کبھی ایک آدھ دفعہ ہو جائے تو بندہ برداشت کر لیتا ہے لیکن اگر روزانہ یہی حالات ہوں تو ہمیں ensure کرنا چاہئے۔ اگر حکومت بے بس ہو گئی ہے تو یہاں سے گورنر ہاؤس تک ایک سرنگ بنا لیں کیونکہ وہاں پر تو کوئی نہیں ہوتا اور معزز ممبران گورنر ہاؤس سے سُرنگ کے ذریعے یہاں اسمبلی میں آ جایا کریں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وزیر قانون صاحب آتے ہیں تو میں اور آپ دونوں بیٹھ کر اُن کے ساتھ بات بھی کرتے ہیں اور اس کا حل بھی نکالتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی طرح قرآن ٹیچرز 1970 میں بھرتی کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پہلے ایک معاملہ تو حل ہو جانے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وہ بھی دھرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کو بھی address کریں۔ وہ بھی عرصہ سے ساتویں سکیل میں بیٹھے ہیں، وہ جب بھرتی ہوئے تھے تو ان کے

ساتھ بھرتی ہونے والے پی ٹی سی ٹیچرز 14 ویں سکیل میں پہنچ گئے ہیں اور وہ وہیں کے وہیں ساتویں سکیل میں ہیں۔ وہ چیخ وپکار کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو across the board اس کا حل نکالنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ نے بات کر دی ہے۔ یہ بات بھی رانا صاحب کے نوٹس میں لائی جائے گی۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا سوال ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 8688 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جھنگ میں گورنمنٹ کے سکولوں کی چار دیواری سے متعلقہ تفصیلات

*8688: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ میں کل کتنے گورنمنٹ کے ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول ہیں ان میں سے کتنے شہری اور کتنے دیہاتی علاقہ جات میں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ہذا کے سکولوں کی چار دیواری اور چھتیں نہ ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع جھنگ کے بہت سے دیہاتی سکولوں میں ابھی تک بچے کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولز میں بھینس، گائے اور گدھے باندھے جاتے ہیں؟

(ہ) حکومت کب تک مذکورہ سکولوں کی چار دیواری اور دیگر مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) ضلع جھنگ میں اس وقت 159 سرکاری ہائی اور 16 ہائر سیکنڈری سکولز ہیں۔ جن میں بیس ہائی اور تین ہائر سیکنڈری سکولز شہری اور 139 ہائی اور 13 ہائر سیکنڈری سکولز دیہاتی علاقہ جات میں ہیں۔

(ب) ضلع جھنگ میں 102 گرلز اور 99 بوائز پرائمری و ایلیمنٹری مدارس بغیر چار دیواری کے ہیں۔ محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے مالی سال 18-2017 کے دوران ضلع جھنگ کے لئے بنیادی

سہولیات کی فراہمی کے لئے 150.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جس سے 61 سکولوں کی چار دیواریاں منظور ہو چکی ہیں اور جن کے ٹینڈرز مورخہ 31.01.2018 کو ہو چکے ہیں ۔ منظور شدہ چار دیواریاں رواں مالی سال 18-2017 میں مکمل ہو جائیں گی۔

(ج) ضلع جھنگ میں کل سات مدارس ایسے تھے جن کی عمارت نہ تھی۔ محکمہ نے موجودہ مالی سال 18-2017 میں ان کی عمارت کی تعمیر کے لئے 42.858 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ جس سے چار سکولوں کی عمارات کی تعمیرات کا کام جاری ہے جبکہ تین سکولوں کی اپنی زمین دستیاب نہ ہے اور یہ کرایہ کی عمارتوں میں چل رہے ہیں۔

(د) درست نہ ہے۔ ضلع جھنگ کے کسی بھی سکول میں جانور نہیں باندھے جاتے۔

(ہ) ضلع جھنگ کے سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے سالانہ ترقیاتی منصوبہ 18-2017 میں 150 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ مالی سال 19-2018 میں ضلع جھنگ کو missing facilities کی مد میں مزید 150 ملین روپے دینے کی تجویز زیر غور ہے۔ خادم پنجاب سکول پروگرام کے فیز-I کے تحت تحصیل جھنگ میں 513 اضافی کمرہ جات تعمیر کئے جائیں گے۔ اس سکیم کا PC-I PDWP میں منظور ہو چکا ہے اور Administrative Approval جاری ہو چکی ہے ضلع جھنگ کی باقی تحصیلوں کو اس پروگرام کے فیز-II میں اضافی کمرہ جات کے حوالے سے شامل کرنے کا منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ضلع جھنگ میں 102 گرلز اور 99 بوائز پرائمری و ایلیمنٹری مدارس بغیر چار دیواری کے ہیں۔ ہمارے معزز وزیر ہر فورم پر بار بار یہ بتاتے ہیں کہ ہم لوگوں نے 70 سے 80 فیصد تک missing facilities پنجاب میں cover کر لی ہیں۔ وہ اگر اس طرح کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں تو اس جواب میں خود تسلیم کیا گیا ہے کہ 201 میں سے صرف 61 سکولوں کی چار دیواریاں منظور ہوئی ہیں جو ابھی بننی بھی شروع نہیں ہوئیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو باقی 140 سکول ہیں ان کے بارے میں ان کا کیا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ اچھا ارادہ ہی ہو گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! ان کے سوال کے مطابق 61 سکولوں کی چار دیواریاں منظور ہو چکی ہیں جن کے ٹینڈرز مورخہ 31.01.2018 کو ہو چکے ہیں اور یہ اسی مالی سال 18-2017 میں مکمل ہو جائیں گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ 61 سکولوں کے ٹینڈر تو ہو گئے ہیں باقی 140 سکولوں کے بارے میں ان کا کیا ارادہ ہے؟ یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ ان سکولوں کے بچے بغیر چھتوں اور بغیر دیواروں کے کھلی جگہ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! پنجاب کے سکولوں میں وزیر اعلیٰ پروگرام کے تحت پانچ ہزار نئے کمرے بنے ہیں تو ان کے سامنے یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ 61 سکولوں کی چار دیواریوں اور دوسری missing facilities جون 2018 تک مکمل ہو جائیں گی۔ ان کے ٹینڈر ہو گئے ہیں۔ جب ٹینڈر ہو جاتے ہیں تو پھر باقی کام بہت آسان ہوتا ہے۔ اس کی feasibility بنانی، اس کی DDC کرنی، اس میں منظور کرنا اور administrative approval دینا یعنی process پر زیادہ وقت لگتا ہے۔ ان کا کافی کام ہو گیا ہے تو یہ رواں سال میں مکمل ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ باقی 140 سکولوں پر بھی توجہ دی جائے اور ان کے لئے بھی کچھ کیا جائے۔ انہوں نے جز (ج) میں بتایا ہے کہ ضلع جھنگ میں کل سات مدارس ایسے تھے جن کی عمارت نہیں ہیں۔ ان میں سے چار سکولوں کی عمارات کی تعمیرات کا کام جاری ہے لیکن تین سکولوں کے لئے زمین دستیاب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتی ہوں کہ گورنمنٹ بااختیار ہوتی ہے تو کیا گورنمنٹ کے پاس تین سکولوں کے لئے ضلع جھنگ میں زمین دستیاب نہیں ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! اتنے بڑے ضلع میں سات سکول ہیں جن میں سے چار سکولوں کی عمارات کی تعمیرات کا کام جاری ہے۔ ان کے علاوہ تین سکول کرائے کی عمارات میں ہیں۔ اس حوالے سے عرض ہے کہ populated area میں وہ سکول چل رہے ہیں جہاں سے لوگ اپنے بچوں کو کسی دوسری جگہ shift ہی نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری جانب سے

جب کوشش کی جائے گی کہ اس سکول کو کسی دوسری جگہ لے جائیں تو اردگرد اتنی عمارتیں بن گئی ہوتی ہیں کہ دو فرلانگ دور سکول جانے پر بھی لوگ وہاں جانا پسند نہیں کرتے۔ آئندہ ADP میں گورنمنٹ کوشش کرے گی کہ ان سکولوں کے لئے زمین بھی acquire کی جائے۔ شکریہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح گورنمنٹ نے روایت شروع کر دی ہے اور اپنی بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے تسلیم بھی کیا تھا کہ ہم 4125 سکولوں کو نہیں چلا سکے۔ اس لئے ان سکولوں کو ہم نے معروف فلاحی اداروں کے سپرد کر دیا تھا اور جب سے ان سکولوں کو پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کے تحت فلاحی اداروں کے سپرد کیا گیا ہے تو وہ سکول excellence کا نمونہ بن گئے ہیں۔ اس طرح گورنمنٹ نے اپنی نااہلی تسلیم کی کہ وہ یہ سکول نہیں چلا سکے اور ان کو پرائیویٹ لوگوں کی ضرورت پڑ گئی کہ وہ آکر ان سکولوں کو چلائیں حالانکہ وہ پرائیویٹ لوگ بھی اسی سسٹم کا حصہ ہیں اور یہیں کے لوگ ہیں۔ اگر وہ ان کو چلا سکتے ہیں تو گورنمنٹ کیوں نہیں چلا سکتی؟ اسی ضمن میں میرا سوال یہ ہے کہ کیا ضلع جھنگ میں بھی پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کے تحت سکول فلاحی اداروں کو دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! ویسے تو ان کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا بلکہ نئے سوال کے زمرے میں آتا ہے۔ ہمارے دو تین ممبران نے آگے PEF اور پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ پر سوالات کئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ تھوڑی دیر انتظار کریں تو میں ان کے ساتھ ہی انہیں جواب دے دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 5859 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کو ان کے آنے تک pending کیا جاتا ہے اگر وقفہ سوالات میں آ گئیں تو اس سوال کو take up کر لیں گے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 8916 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور سنٹرل ماڈل سکول میں مرد اور خواتین اساتذہ کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*8916: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بوائز سکولز میں خواتین اساتذہ کو تعینات کرنے کی پالیسی کب بنی، کس اتھارٹی نے کس میٹنگ میں منظوری دی، اس میٹنگ میں کون کون ماہرین وافسران اور غیر ملکی ماہرین شریک تھے، سب کے نام بھی بیان فرمائیں؟ متعلقہ نوٹیفکیشن کی نقل بھی فراہم کی جائے؟

(ب) سنٹرل ماڈل سکول ضلع کچہری لاہور میں کل کتنے مرد اساتذہ ہیں اور کتنی خواتین اساتذہ ہیں، یہ خواتین اساتذہ کب سے تعینات ہیں اور اس سے سکول کے ماحول پر کیا خوشگوار اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) بوائز سکولوں میں خواتین اساتذہ کی تعیناتی حکومتِ پنجاب، سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ریکروٹمنٹ پالیسی نمبری SO(SE-IV)2-43/2011 مورخہ 25-10-2011 میں منظور کی گئی ہے۔ جس کے جز آٹھ کے تحت تمام خواتین اُمیدوار ESE اور SESE کی اسامی پر بوائز سکولوں میں بھی درخواست دینے کی اہل ہیں۔ پالیسی کی کاپی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مذکورہ پالیسی کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب کی زیر صدارت صوبائی کابینہ کے منعقدہ اجلاس مورخہ 08.09.2011 کو دی گئی۔ منٹس کی کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ مذکورہ اجلاس میں شرکت کرنے والے افسران کی تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول، لوئر مال، لاہور ایک تاریخی ادارہ ہے جو کہ تقسیم ہند کے وقت ایک ملکی اثاثہ کی صورت میں پاکستان کے حصہ میں آیا تھا۔ یہ ادارہ پنجاب کے دیگر تمام سرکاری اداروں میں ایک منفرد و ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ اس ادارہ کو پنجاب گورنمنٹ ایجوکیشن اور ٹریننگ انسٹیٹیوشن آرڈیننس 1960 ترمیم شدہ 1984 نمبر Legis:3(3)/84 مورخہ 31-جولائی 1984 کے تحت مورخہ یکم ستمبر 1990 سے بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر SO(BOARDS)2-23/90 مورخہ 21-جولائی 1990 خود مختار ادارہ کی

حیثیت حاصل ہے۔ادارہ ہذا میں جونیئر ونگ اور سینئر ونگ کام کر رہے ہیں جہاں طلباء وطالبات الگ الگ کیمپس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔اس ادارہ میں اس وقت 35 خواتین اور 67 مرد اساتذہ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔قیام پاکستان سے پہلے 1944 میں جونیئر ونگ کے قیام کے بعد خواتین اساتذہ جونیئر ونگ اور 2009 میں بورڈ آف گورنرز کی منظوری کے بعد سینئر ونگ میں بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔جس کی بناء پر ادارہ کے نظم وضبط میں بہتری آئی ہے۔چھوٹے بچوں کو خواتین اساتذہ بہتر انداز سے تعلیم دے سکتی ہیں اور بچے بھی قدرتی طور پر ان سے سیکھنے میں زیادہ آسانی محسوس کرتے ہیں جس سے ان کے اعتماد اور سیکھنے کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا ہے اور سکول کے تعلیمی ماحول میں خوشگوار اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے بنیادی اعتراض یہ ہے کہ بتدریج ملک کے اندر مردوں اور خواتین کا mix culture develop کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس کے شاخسانے نچلی سطح پر تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آئے روز ملک میں چھوٹی بچیوں سے زیادتی کے واقعات ہو رہے ہیں۔یہ اسی mix culture کو پروان چڑھانے کا نتیجہ ہے۔میں اور آپ جس دین سے تعلق رکھتے ہیں، جس قرآن کے ہم ماننے والے ہیں، حضرت محمد مصطفیٰؐ کی سنت کے مطابق عمل کرنے والے ہیں جن سے ہم عشق رکھتے ہیں اور ان کا اتباع ہمارے اوپر ضروری ہے۔انہوں نے جو culture ہمیں دیا تھا وہ یہ mix culture نہیں تھا۔ آپ دیکھیں کہ خواتین کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ حکم ہوا کہ وہ گھروں میں نماز کو پڑھ لیا کریں کیونکہ عورتوں کے مسجد میں آنے کے حوالے سے خرابیاں رونما ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہائی سکولوں کے اندر بھی اب یہ پوزیشن ہے کہ خواتین اساتذہ گُھسا دی گئی ہیں اس کے پیچھے کیا حکمت ہے، ایسا کیوں کیا گیا ہے اور ماضی کی پالیسی سے کیوں روگردانی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ یہ requirement policy 2011 میں آئی تھی حالانکہ یہ بہت پرانا سکول ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی statements اخباروں میں یا ٹی وی چینلز پر آئیں تو انہیں میں ہمیشہ appreciate کرتی ہوں۔ آپ کو اب بھی میں اور ہماری گورنمنٹ appreciate کرتی ہے۔ اس سکول میں 1944 میں جونیئر ونگ بنا تھا۔ 2009 میں اس سکول کا انتظام بورڈ آف گورنرز کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے 2011 میں یہ منظوری دی تھی کہ اس ادارے میں بوائز ونگ کے لئے خواتین اساتذہ بھرتی کی جائیں۔ میرے پاس ان کا سارا ریکارڈ ہے۔ اس کے بعد پانچ خواتین کو رکھا گیا تھا۔ 18-2017 میں یہ پالیسی ختم کر دی گئی ہے۔ اس لئے اب خواتین اساتذہ بوائز ونگ میں کام نہیں کریں گی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات تو مان لی گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر اسی طرح ہے جیسا میں نے جواب پڑھا ہے تو اس میں لکھا ہے کہ قیام پاکستان سے پہلے 1944 میں جونیئر ونگ کے قیام کے بعد خواتین اساتذہ جونیئر ونگ میں لگی ہوئی تھیں یعنی ظاہر ہے کہ پہلی سے پانچویں جماعت تک جونیئر ونگ تھا جہاں خواتین پڑھاتی ہوں گی تو ٹھیک ہے چھوٹے بچے ہیں خواتین پڑھائیں۔ 2009 میں بورڈ آف گورنرز کی منظوری کے بعد سینئر ونگ میں بھی خواتین کو گُھسا دیا گیا۔ اب یہ بتا رہی ہیں کہ یہ پالیسی review کر لی گئی ہے۔ اگر ان کے جواب کا مطلب یہی ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! اس کی detail میرے پاس ہے اور آپ کو خود بھی سارا پتا ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کے بارے میں وضاحت کر دی جائے کیونکہ میں اس حوالے سے بات نہیں سمجھ سکا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! ہماری پانچ خواتین اساتذہ وہاں پر چھٹی کلاس کو پڑھا رہی ہیں۔ 2011 کی پالیسی یہی تھی کہ خواتین پرائمری سیکشن میں آئیں گی تو وہ بچوں کو motherly پڑھا سکتی ہیں اور بنیاد رکھ سکتی ہیں بلکہ سکول کے بہت اچھے results ہیں جو ظاہر کرتے ہیں۔ اس سال کی پالیسی میں یہ درج نہیں ہے لیکن 18-2017 کے بعد خواتین اس میں نہیں آئیں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ as a policy یہ بات adopt کر لی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ بات adopt کر لی گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کیا ان کے کہنے کا یہی مطلب ہے کہ بوائز ونگ میں ہائر کلاسوں کے اندر خواتین اساتذہ نہیں ہوں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! جی، ایسا ہی ہوگا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر یہ پالیسی ہے تو میں اس کی تحسین کرتا ہوں۔ جہاں پر بچے ہیں تو وہاں پر خواتین اساتذہ کو صرف پرائمری سکول کی سطح پر رکھا جائے، ہائر ونگ یعنی چھٹی سے لے کر دسویں کلاس تک بوائز سکولوں میں مرد اساتذہ ہوں اور گرلز سکولوں میں خواتین اساتذہ ہوں پھر یہ پالیسی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! جی، اسی طرح ہوگا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر اسی طرح پالیسی ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن اگر اس کے الرغم پالیسی ہوئی تو میں اسمبلی کے اندر قواعد کے مطابق احتجاج کرنے کا حق رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ احتجاج نہ کریں کیونکہ اِن کی تجویز زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جی، ماشاءاللہ۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر وسیم اختر کا ہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 8955 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور شہر کے کارپوریشن ایریا کے سرکاری سکولوں میں طلباء کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8955: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر (کارپوریشن ایریا) میں حکومت کے کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول برائے طلباء وطالبات ہیں 31۔ جنوری 2016 کو ان سکولوں میں فی کلاس کتنے طلباء وطالبات زیر تعلیم تھے ہر سکول کے حوالہ سے علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں نیز کتنی کلاسز کمروں میں اور کتنی باہر گراؤنڈ یا برآمدوں میں لگائی جاتی ہیں؟

(ب) حکومت نے سرکاری سکولوں کے لئے پرائمری، مڈل ہائی، ہائر سیکنڈری سکولز کے لئے کم از کم کتنا رقبہ کا ہونا طے کیا ہوا ہے کیا دیہات اور شہر کے حوالہ سے معیار ایک ہی ہے یا مختلف ہے؟

(ج) کیا حکومت بہاولپور شہر کے بوائز اور گرلز سکولوں کو مالی سال 2017-18 میں اپ گریڈ کرنے کا کوئی منصوبہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) بہاولپور شہر (کارپوریشن ایریا) میں واقع سرکاری سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

لیول	سکولوں کی تعداد (بوائز و گرلز)	طلباء و طالبات کی تعداد زیر تعلیم
پرائمری	بوائز--27	بوائز--3203
	گرلز--23	گرلز--2604
مڈل	بوائز--08	بوائز--2227
	گرلز--04	گرلز--1746
ہائی	بوائز--14	بوائز--9809
	گرلز--15	گرلز--12418
ہائر سیکنڈری	بوائز--01	بوائز--2999
	گرلز--02	گرلز--2790

گورنمنٹ میونسپل کارپوریشن پرائمری سکول میڈیکل کالونی بہاولپور میں تین نئے کمرے بنے ہیں۔31-جنوری 2016 میں سکول وار زیر تعلیم فی کلاس طلبہ و طالبات کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان سکولوں میں کمروں میں لگنے والی کلاسز کی تعداد 254 ہے جبکہ برآمدوں میں لگنے والی کلاسز کی تعداد 113 اور گراؤنڈز میں لگنے والی کلاسز کی تعداد 14 ہے۔ محکمہ سکول ایجوکیشن اگلے مالی سال 19-2018 کے دوران ضلع بہاولپور میں اضافی کمرہ جات کی تعمیر کے لئے بجٹ مختص کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جس سے بہاولپور شہر کے سرکاری سکولوں میں کمروں کی کمی پوری ہو جائے گی۔

(ب) سرکاری سکولوں کا براہ راست قیام حکومت کی جاری پالیسی کا حصہ نہ ہے۔ تاہم نئے پرائمری سکول (گرلز و بوائز) کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے جس کے لئے دو کنال زمین درکار ہوتی ہے۔

مزید برآں پہلے سے موجود مختلف درجات کے حامل سرکاری سکولوں کو اگلے درجہ میں اپ گریڈ کیا جاتا ہے جس کے معیار کی کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ماسوائے رقبہ کے شہر اور دیہات کا معیار ایک ہی ہوتا ہے۔

(ج) بہاولپور شہر میں مالی سال2017-18کے دوران کسی بوائز و گرلز سکول کو اپ گریڈ کرنے کی تجویز زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!جز (الف)میں انہوں نے annexureلگایا ہے اور بتایا ہے کہ کمروں میں لگنے والی کلاسوں کی تعداد254ہے، برآمدوں میں لگنے والی کلاسوں کی تعداد113اور گراؤنڈ میں لگنے والی کلاسوں کی تعداد14ہے۔

جناب سپیکر!میرے ایک دوست نے کہا کہ فلاں سکول میں آپ تشریف لائیں جو شہر کے درمیان واقع ہے۔ میں وہاں گیا تو کلاس روم بالکل pack تھی، وہاں چھوٹا سا لکڑی کا پلیٹ فارم بنا ہوا تھا جس پر ٹیچر کھڑا ہو کر بلیک بورڈ پر لکھتا ہے بلکہ اس پلیٹ فارم پر بھی بچے چوکڑی مار کر نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں کوئی تین چار مربع فٹ کی جگہ تھی جس میں ٹیچر لکھ رہا تھااور کچھ بچے برآمدے میں کھڑکیوں پر بیٹھ کر بلیک بورڈ کو دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

جناب سپیکر! میرے دوست نے مجھے کہا کہ یہی آپ کو دکھانا تھا کیونکہ آپ ہمارے نمائندے ہیں لہٰذا یہ دیکھ لیں کہ کیسے بھیڑ بکریوں کی طرح بچے بیٹھے ہیں اور کیسے یہ تعلیم حاصل کریں گے؟ برآمدے میں بیٹھنے والا بچہ کیسے پڑھ سکتا ہے اور جو گراؤنڈ میں بیٹھے ہیں وہ موسم کی کسمپرسی اور شدت کے سپرد ہیں۔ محکمہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ 2018-19 کے دوران ضلع بہاولپور میں اضافی کمرہ جات کی تعمیر کے لئے بجٹ مختص کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال کا بجٹ جب وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے پیش فرمایا تو انہوں نے بڑے بلند بانگ اور زوردار طریقے سے تقریر میں کہا کہ ہم ایجوکیشن میں 150فیصد increaseدے رہے ہیں لیکن میں نے ان کے سرکاری ادارے کی figure کے ساتھ تقریر کے دوران بتایا کہ پچھلے سال اسمبلی نے آپ کو100روپیہ دیا تھا مگر 31۔مئی 2017 تک ان میں سے صرف40روپے خرچ کئے۔ میں نے کہا کہ اب ایک مہینہ رہ گیا ہے لہٰذا آپ پورا زور بھی لگا لیں گے تو50روپے خرچ کر لیں گے یعنی پچھلے بجٹ میں 50روپےlapse ہو گئے اور اب آپ 150روپے دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ بجٹ مختصر کیا جاتا ہے، اس کے بعد re-appropriate کر کے دوسرے منصوبوں میں لگایا جاتا ہے۔ اب اس گورننس کو دوسواں سال جارہا ہے اور بہاولپور میں ہمارے بچوں کے ساتھ یہ سلوک ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اس طرح کی کیفیت ہمارے ساتھ ہوگی تو میں یہ کہنے پر بار بار مجبور ہوتا ہوں کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے" اس لئے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارا صوبہ علیحدہ کیا جائے اور ہم خود اپنے نظام کو چلائیں۔ میں نے ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی رپورٹ پڑھی جس کے سیمینار میں شریک تھا۔ اگر 100 روپے ڈویلپمنٹ گرانٹ پنجاب کے پاس آتی ہے تو اُن میں سے 69 روپے صرف لاہور پر خرچ ہو جاتے ہیں۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ہمارے بچے برآمدے اور گراؤنڈ میں بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں، ان کے لئے یہ کب تک کمرے بنا کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے جو سوال کیا ہے اس حوالے سے enrolment کی وجہ سے یہ اثر پڑا ہے۔ ہماری سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ بچے سکول کے اندر آئیں۔ اب بچوں کی سالانہ enrolment 15 ملین بڑھنا ایک موجزہ ہے کہ اتنے بچوں نے سرکاری سکولوں کا رُخ کیا ہے۔ اب جب بچوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے تو پھر کلاس رومز کی ضرورت بڑھی ہے۔ اس سال کے آخر تک ہم کلاس رومز بنا دیں گے جبکہ خاص طور پر برآمدے والی کلاسیں ختم کر دی جائیں گی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کسی سیمینار کی بات کر رہے تھے جو میرے ذہن سے نکل گیا ہے۔ ہمارے ملک کے اندر اس وقت پنجاب کے سکول ایک رول ماڈل ہیں اور اس کو عالمی سطح پر بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ ہم اس کے لئے کافی بڑا بجٹ رکھتے ہیں جو کہ 53 بلین ہے حالانکہ اس سے پہلے سکولز ایجوکیشن کا اتنا بجٹ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ پندرہ ملین enrolment ہوئی ہے، بچوں کو Tab ملے ہیں اور NADRA پر click کریں تو آپ کو enrolment کا پتا چل جائے گا۔ اب بچوں کی enrolment بڑھے گی تو automatically کلاسوں کی تعداد بھی بڑھے گی لیکن اس کا فائدہ

یہ ہے کہ بچے سکول آکر اساتذہ کو سنتے تو ہیں۔ یہ کوئی ایسا سکول نہیں ہے کہ 10 بچے پڑھیں گے تو ٹیچر کی زیادہ توجہ ہو گی بلکہ سرکاری سکولوں میں ایک اچھا سماجی ماحول ہوتا ہے، وہ گراؤنڈ میں کھیلتے ہیں اور ٹیچر کے پاس آتے ہیں لہٰذا ان چیزوں کو بھی آپ لوگ مدنظر رکھیں کہ کس طریقے سے ہمارے بچے اب سرکاری سکولوں میں آنے کے لئے متوجہ ہوئے ہیں۔ پہلے بھٹہ مزدوروں کے بچے کبھی سکولوں میں نہیں گئے لیکن اب وہ بھی آرہے ہیں اور انہیں stipends بھی مل رہے ہیں۔ یہ چیز admirable ہے البتہ کلاس رومز بنا دیئے جائیں گے اور برآمدوں میں کلاسیں ختم ہو جائیں گی۔ سکولوں کے اندر ترقی ہو رہی ہے اور انشاءاللہ بہت زیادہ ہو گی۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! عین ممکن ہے کہ اگلے مالی سال کا بجٹ بھی یہی اسمبلی بنا کر جائے کیونکہ 31۔ مئی cut date ہے۔ میں ان سے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں جو کیفیت ہے، بچے گراؤنڈ اور برآمدوں میں بیٹھتے ہیں تو اگلے مالی سال میں یہاں کمرے بنانے کے لئے یہ بجٹ مختص کرنے کا وعدہ کرتی ہیں؟ یہ مجھے وعدہ دے دیں تو بات ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ ارادہ رکھتی ہیں لیکن وعدہ نہیں کرتیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر یہ وعدہ ہی نہیں کر سکتیں کہ ہم کمرے بنا دیں گے تو پھر یہ اسمبلی کس لئے ہے؟

جناب سپیکر: جی، انشاءاللہ یہ پورا ہو گا۔ اللہ خیر رکھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں گزارش یہ ہے کہ سکولوں کے رقبہ کے لئے انہوں نے معیار مختص کر دیا کہ اتنا رقبہ ہو گا لیکن شہروں کی پوزیشن یہ ہوتی ہے کہ شہروں میں اردگرد آبادیاں ہوتی ہیں اس لئے رقبے میں توسیع نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا ہے کہ شہر اور دیہات کا معیار ایک ہی ہوتا ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ معیار rational نہیں ہے۔ جس طرح ہمارا بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے کہ مری کے اندر بلڈنگ کی جو specification ہوتی ہے وہی بہاولپور جنوبی پنجاب میں بھی ہوتی ہے حالانکہ وہاں کا موسم اور ہے اور بہاولپور کا موسم اور ہے بہرحال بزرجمہر اس کا جواب سوچیں۔ گزارش یہ ہے کہ شہروں میں ممکن نہیں ہوتا جس طرح میں نے آپ کے سامنے یہ بات

رکھی ہے کہ بچے گراؤنڈ میں بیٹھے ہیں تو کیا محکمہ یہ معیار review کرنے کے لئے تیار ہے کہ شہروں میں اس بلڈنگ کو چار پانچ منزلہ بنالیں جس میں زیادہ بچے بیٹھ سکتے ہیں؟ ہم جو پرائیویٹ ادارے دیکھتے ہیں وہ multi stories بلڈنگ بناتے ہیں جس میں زیادہ بچے accommodate ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ شہروں میں اس معیار کو review کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں دو کنال زمین ہو تو کیا کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! اس کو revise کیا جا رہا ہے۔ جواب میں واضح لکھا ہے کہ ماسوائے رقبہ کے شہر اور دیہات کا معیار ایک ہی ہے یعنی کتنے بچے اور کتنی teachers ہونی چاہئیں جبکہ رقبہ کے حوالے سے شہروں اور دیہاتوں میں فرق ہے کیونکہ جیسے آپ شہروں کی بات کر رہے ہیں تو کم رقبہ لے کر اوپر نیچے بلڈنگ بنالیں گے۔ اسے محکمہ revise کر رہا ہے، یہ تجویز زیر غور ہے اور محکمہ نے اس حوالے سے ساری assessment کر لی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے حوالے سے ہے کہ بہاولپور شہر میں مالی سال 18-2017 کے دوران کسی بوائز اور گرلز سکول کو اپ گریڈ کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ ایک طرف تو یہ بات ہے اور دوسری طرف انہوں نے خود admit کیا ہے کہ بچے برآمدوں میں بیٹھے ہیں اور گراؤنڈز کے اندر بیٹھے ہیں۔ جب آپ دونوں چیزوں کو ملا کر دیکھیں تو یہ attitude اس حوالے سے تعلیم کے حق میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اب بچے برآمدوں اور گراؤنڈز میں بیٹھے ہیں تو کچھ سکولوں کو اپ گریڈ کر دیں، بہاولپور شہر میں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! وہ بچوں کی تعداد کے مطابق کرتے ہیں ناں۔ اس کو بھی دیکھ لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں، بہاولپور شہر کی میں آپ کو جس طرح condition بتا رہا ہوں تو گزارش یہ ہے کہ پچھلے 10 سال سے کوئی سکول اپ گریڈ نہیں کیا اور نہ کوئی سکول نیا بنایا حالانکہ گنجائش موجود ہے کیونکہ یہ خود ہی admit کر رہے ہیں کہ بچے گراؤنڈ میں بیٹھے ہیں۔ وہ گراؤنڈ میں کیوں بیٹھے ہیں

کیونکہ اور کوئی سکول نہیں ہے جہاں پر وہ جا کر پڑھ سکیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ بہاولپور میں، میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو بات آپ کر رہے ہیں زیادہ تر پرائمری حصے کے لئے ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہائی سکولز بھی ہیں، مڈل سکولز بھی ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں اور شفقت کر کے انہیں direction دیں تو بہاولپور میں جہاں جہاں سکولوں کی اپ گریڈیشن کی گنجائش ہے میں ان کے ساتھ اور محکمہ کے ساتھ بیٹھتا ہوں تو میری اس بات کو زیر غور لائیں۔ اس حوالے سے آپ انہیں direction دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! بہاولپور شہر میں 26 سکولز پہلے ہی اپ گریڈ کئے ہیں اور اگر ڈاکٹر صاحب کی کسی سکول کو اپ گریڈ کروانے کی تجویز ہے یا کروانا چاہتے ہیں تو یہ بتائیں اسے 19-2018 کے مالی سال میں اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر کوئی نیا سکول کھولنے کی ضرورت ہے تو معیار کے مطابق اس کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! وہ بھی کر دیا جائے گا کیونکہ حکومت سکولوں کے لئے فنڈز بہت زیادہ مختص کر رہی ہے اور یہ کام لگاتار کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! فکر نہ کریں یہ اگلے مالی سال میں ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 8965 جناب ابو حفص محمد غیاث الدین کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا وقفہ سوالات ختم ہونے تک اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 9339 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذ اس سوال کو وقفہ سوالات ختم ہونے تک pending کیا جائے اور اگر وہ اس دوران آ گئے تو اس سوال کو take up کر لیں گے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 9404 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات کے سکولوں میں رقم کی فراہمی اور مسنگ فسیلٹیز سے متعلقہ تفصیلات

*9404: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 17-2016 کے بجٹ میں ضلع گجرات کے سکولوں میں missing facilities کی فراہمی کے لئے کتنی رقم کن کن سکولوں کے لئے رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) اس سال کے دوران ہر سکول کو کتنی رقم missing facilities کے لئے فراہم کی گئی، کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی lapse ہوئی؟

(ج) رقم کے lapse ہونے اور بروقت استعمال میں نہ لانے کی وجوہات کیا ہیں نیز اس کے ذمہ داران کون سے افسران اور ملازمین ہیں اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

(د) مالی سال 18-2017 کے دوران ضلع گجرات کے سکولوں کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور کتنی اب تک release کر دی گئی ہے اور ہر سکول میں missing facilities کی فراہمی کے لئے رقم بروقت استعمال میں لانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) مالی سال 17-2016 میں ضلع گجرات کے 77 سکولوں کو مبلغ 129.580 ملین کی رقم missing facility کی مد میں فراہم کی گئی۔ لسٹ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 17-2016 میں 77 مختلف سکولوں کو missing facility کی مد میں مختلف رقوم فراہم کی گئی ہیں۔ خرچ کی گئی رقم مع سکولوں کے نام کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کوئی رقم lapse نہ ہوئی ہے۔

(ج) Missing facility کی مد میں فراہم کردہ رقم میں سے ضلع گجرات کے سکولوں کے لئے کوئی رقم lapse نہ ہوئی ہے۔

(د) مالی سال18-2017میں محکمہ کی طرف سے 20ملین کی رقم مختص کی گئی ہے جس میں سے 10ملین ریلیز ہو چکے ہیں اور رقم کے بروقت استعمال کے لئے تمام سکولوں میں تعمیراتی کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جی، جناب سپیکر! جز (د) میں کہا گیا ہے کہ مالی سال18-2017میں محکمہ کی طرف سے20ملین روپے کی رقم مختص کی گئی جس میں سے10ملین روپےreleaseہو چکے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پورے پنجاب میں ضلع گجرات میںmissing facilitiesکی مد میں سب سے کم فنڈز دیئے گئے ہیں اور اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر!20ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے توmissing facilitiesکے لئے جتنی ضرورت تھی اتنا فنڈ فراہم کر دیا گیا ہے۔10ملین روپے پہلے دے دیا گیا جس سے تعمیراتی کام ہو رہا ہے اور باقیmissing facilitiesکا کام جون تک ختم ہو جائے گا۔ میں یہ بات معزز ممبر کو بتا دوں کہ انہیں ضرورت سے زیادہ فنڈ ملا ہے اور کمرے بھی اتنے ملے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ10ملین روپے تو کچھ بھی نہیں۔ میں نے گرلز ہائی سکول چکوڑی، بھیلووال، گرلز ہائی سکول سیکریالی و بوائز ہائی سکول سیکریالی اور پرائمری گرلز سکول بیکناں والا کاvisitکیا ہے جہاں پر بچوں کے لحاظ سے کمروں کی تعداد بہت کم ہے تو کیا ان سکولوں میں بچوں کی ضرورت کے مطابق کمروں میں اضافے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ارادوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! جو باقی کمرے رہ گئے ہیں وہ19-2018کے مالی سال میں ہونے ہیں جو کہ اگلے بجٹ میں ہونے ہیں اور حکومت کے پاس زیر غور ہیں۔(قہقہہ)

میں وعدہ نہیں کرتی لیکن یہ زیر غور ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ایمرجنسی ہے کیونکہ وہاں پر بچے اور بچیاں کمروں سے باہر بیٹھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! یہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ بچوں کی انرولمنٹ زیادہ ہونے سے کمرے کم ہو گئے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں محترمہ کے پاس ان سکولوں کی لسٹ بھجوا دیتا ہوں تاکہ وہ ان سکولوں کو شامل کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ چلیں، ویسے آپ لسٹ دے دیں۔ (قہقہہ)
اگلے مالی سال کے بجٹ میں کر دیں گے۔

جناب سپیکر: طارق صاحب! جو بھی کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔

(اس مرحلہ پر میاں طارق محمود نے سکولوں کی لسٹ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری کو بھجوائی)

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 9440 محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ ان کے سوال کو pending کیا جائے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 9442 بھی محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ اس سوال کو بھی pending کیا جائے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 9525 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم: پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

*9525: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت جہلم میں کتنے سکول چل رہے ہیں؟

(ب) پرائیویٹ سکول ، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے رجسٹرڈ کروانے کا کیا طریق کار ہے وضاحت بیان فرمائی جائے؟

(ج) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سالانہ ایک سکول کو کتنا فنڈ دیتا ہے تفصیل بیان فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت ضلع جہلم میں 59 پارٹنر سکول چل رہے ہیں جن کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نجی (پرائیویٹ) سکول سے تعلیمی شراکت کے لئے بوقت ضرورت اخبار میں اشتہار کے ذریعے درخواستیں طلب کرتی ہے۔

مزید یہ کہ اشتہار میں وہ طریق کار اور دیگر تمام شرائط درج ہوتی ہیں جن کی بناء پر سکولوں کا تعلیمی شراکت کے لئے انتخاب کیا جاتا ہے۔ مختلف مرحلہ وار پروگراموں کے اشتہارات کی کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اپنے پارٹنر سکول کو ماہانہ بنیادوں پر داخل شدہ طالب علموں کی ٹیوشن فیس کی مد میں مالی معاونت فراہم کرتی ہے جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	کلاس لیول	فیس فی طالب علم
1	پرائمری	550
2	مڈل	600
3	سیکنڈری آرٹس	700
4	سیکنڈری سائنس	900

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب ہے کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نجی پرائیویٹ سکول سے تعلیمی شراکت کے لئے بوقت ضرورت اخبار میں اشتہار کے ذریعے درخواستیں طلب کرتی ہے۔ مزید یہ کہ اشتہار میں وہ طریق کار اور دیگر تمام شرائط درج ہوتی ہیں جس کی تفصیل مجھے دے دی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مجھے دی گئی تفصیل میں شرائط بڑی سخت ہیں۔ اگر آپ نے

پارٹنر شپ کے لئے apply کرنا ہے تو اس کے لئے بڑی سخت شرائط ہیں۔ اگر میں وہ پڑھ کر سنا دوں تو وہ بڑی لمبی چوڑی تفصیل ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں ایک۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو پڑھنے کے لئے نہیں کہا۔ ویسے آپ ان سے سوال پوچھ لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہی سوال پوچھنا ہے۔ سکول کی عمارت کے ملکیتی کاغذات، کرایہ نامہ، فرد ملکیت، سکول کا نقشہ، یونین کونسل کا سرٹیفکیٹ، سکول رجسٹریشن کاپی یا رجسٹریشن کے چالان کی کاپی وغیرہ مانگی ہیں۔ آگے 17 نمبر پر کہا گیا ہے کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کسی ایک یا تمام درخواستوں کو رد یا قبول کرنے کا حق رکھتی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جن شرائط کا یہاں ذکر کیا گیا ہے تو کیا ان تمام شرائط کو follow کیا جاتا ہے کیونکہ دی گئی تفصیل میں میرے بھی گاؤں شامل ہیں اور میرے بھی علم میں ہے کہ وہاں پر کیا کیا ہوا؟ مجھے kindly بتا دیں کہ یہ ساری باتیں follow کی جاتی ہیں جو کہ اخبار کے اشتہار میں دیا گیا ہے اور کیا اس کو make sure کیا جاتا ہے کہ ایسے ہی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! جو معیار آپ نے بنایا ہوا ہے اس پر اگر کوئی پورا نہیں اترتا تو اس حوالے سے بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! مکمل طور پر اسے follow کیا جاتا ہے اور اگر آپ کے گاؤں میں کہیں پر کوئی ایسا سکول ہے جہاں پر یہ شرائط پوری نہیں ہوئیں تو آپ اس کی نشاندہی کر دیں جس پر محکمہ نوٹس لے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سرسید ماڈل سکول شادمیر کے متعلق پوچھنا چاہوں گی کہ کبھی کسی نے اس سکول کا visit کیا اور کیا ان شرائط پر یہ سکول پورا اترتا ہے؟ مجھے kindly صرف یہ بتا دیں کہ کیا یہ سکول چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت چلنے والے سکولوں کو پوری ٹیم monitoring کرتی ہے اور CEO بھی ان

کے ساتھ ہوتے ہیں جو جا کر سکولوں کا visit کرتے ہیں۔ اگر محترمہ کوئی fresh visit اس سکول کا کروانا چاہتی ہیں اور ساتھ خود بھی جانا چاہتی ہیں تو ہم کروادیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں وہاں پر کیا جاؤں گی کیونکہ وہ گاؤں ہی میرا اپنا ہے۔ میں یہ ضرور request کروں گی کہ عملہ وہاں پر جا کر دیکھے اور محکمہ جائے کیونکہ انہوں نے جتنی شرائط لکھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے کہہ دیا ہے تو وہ وہاں جانے کے bound ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جتنی شرائط کا ذکر کیا ہے کہ ان کو پوری کرنے پر سکول کو allow کرتے ہیں تو kindly وہاں پر جا کر یہ ضرور چیک کریں کہ بچے کہاں بیٹھے ہوئے ہیں، وہاں پر عمارت ہے یا نہیں، کرایہ نامہ دیا جارہا ہے یا نہیں ہے، ملکیت ہے یا نہیں اور سکول ہے کہ نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! محترمہ نے کہا ہے میں نے ایوان میں یہ بات commit کی ہے کہ ہم اس کا دوبارہ وزٹ کروادیتے محترمہ اس بات سے مطمئن رہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہوں گی۔ جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اپنے پارٹنر سکول کو ماہانہ بنیادوں پر داخل شدہ طالب علموں کی ٹیوشن فیس کی مد میں مالی معاونت فراہم کرتی ہے جس طرح انہوں نے مجھے پوری تفصیل دی ہوئی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی جو طالب علم ہوتے ہیں اُن تک یہ فیسیں پہنچتی ہیں یا نہیں، اس کے بارے میں کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے؟ کیوں کہ دیہاتوں میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا اس کے بارے میں بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! وزٹ کئے جاتے ہیں۔ PEF اپنے قوانین پر بڑی سختی سے عمل کرتا ہے اگر ہم ایم پی اے ہوتے ہوئے بھی سفارش کریں تو وہ ہماری نہیں مانتے۔ PEF کے اپنے رولز ریگولیشنز ہیں، اپنی monitoring teams ہیں۔ یہ بتادیا گیا ہے کہ 550 فیس ہے اگر کہیں تھوڑی سی بھی غلطی ہے تو آپ اُس کی نشاندہی کردیں۔ آپ اگر کہتے ہیں تو ہم دوبارہ وزٹ کرتے ہیں۔ PEF اس کی monitoring کرتی ہے ان کو گاہے بگاہے چیک کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر اطلاع کے جاتے ہیں اور دیکھتے کہ آیا اگر یہ 30 سٹوڈنٹس کی فیس لے رہے ہیں تو کیا وہاں

30 سٹوڈنٹس ہی بیٹھے ہیں یا اگر 20 کی فیس لے رہے ہیں تو 20 ہی بیٹھے ہیں۔ ان سکولوں کو اپنا پورا ڈیٹا دینا پڑتا ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے اب یہ سارا ڈیٹا کمپیوٹر پر موجود ہوتا ہے وہ ایک click کرتے ہیں ان کا سارا ڈیٹا پڑھ لیتے ہیں اُس کے حساب سے فیس ہوتی ہے پھر monitoring ٹیمیں جاتی ہیں دیکھتی ہیں اگر اس میں کمی پیشی ہو گی تو وہ سکول بند کر دیتے ہیں وہ ان کا لحاظ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! on her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 9564 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول مانگا منڈی میں طالبات اور کمروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9564: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول مانگا منڈی لاہور میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد کتنی ہے، سکول کتنے کمروں پر مشتمل ہے، کتنے میں کلاسز جاری ہیں؟

(ب) منظور شدہ ٹیچرز کی اسامیاں کتنی ہیں، کتنی خالی اور کتنی پُر ہیں، نان ٹیچنگ کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ج) اس سکول میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) حکومت اس سکول کی missing facilities کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول مانگا منڈی لاہور میں زیر تعلیم طالبات کی کل تعداد 2041 ہے۔کمروں کی تعداد 33 ہے جس میں سے 25 کمروں میں کلاسز پڑھائی جا رہی ہیں۔ جبکہ تین کمروں میں لیبارٹریز اور باقی ماندہ کمروں میں پرنسپل، کلرک آفس اور سٹاف رومز ہیں۔

(ب) سکول ہذا میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 40 ہے۔اس وقت 35 اساتذہ تعینات ہیں جبکہ پانچ اسامیاں خالی ہیں۔مذکورہ سکول میں نان ٹیچنگ سٹاف کی جملہ تفصیلات درج ذیل ہیں:

نان ٹیچنگ تعیناتی عملہ

عہدہ	گریڈ	تعداد
جونیئر کلرک	BS.11	1
چوکیدار	BS.02	1
سکیورٹی	BS.02	1
مالی	BS.02	1
خاکروب	BS.02	1
بیلدار	BS.02	1
میزان		06

نان ٹیچنگ خالی اسامیاں

عہدہ	گریڈ	تعداد
جونیئر کلرک	BS.11	1
لیب اٹینڈنٹ	BS.02	1
نائب قاصد	BS.02	1
میزان		03

(ج) مذکورہ سکول میں پینے کا پانی، چار دیواری، بجلی کا کنکشن اور ٹوائلٹ بلاک کی سہولیات موجود ہیں۔

(د) جواب جُز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) میں خالی اسامیاں بتائی ہیں اس میں ٹیچرز کی پانچ خالی اسامیاں اور نان ٹیچرز کی خالی اسامیاں شاید چار ہیں یہ ٹیچرز کی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟ اس میں بچوں کی تعداد 2041 ہے اور کمروں کی تعداد 33 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں 40 ہیں، 35 ٹیچرز تعینات ہیں، پانچ اسامیاں خالی ہیں۔ جو اسامیاں خالی ہوتی ہیں وہ ایک دن میں سارے ٹیچرز نہیں چلے جاتے کوئی ریٹائر ہو جاتا ہے، کوئی casualty بھی ہو جاتی ہے، کوئی رخصت پر چلے جاتا ہے یا کوئی چھوڑ بھی جاتا ہے کئی دفعہ ایسے حالات ہوتے ہیں۔ اب یکم مارچ تک یہ تمام اسامیاں fill کر دی جائیں گی اس کی advertisement ہو گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو پانچ اسامیاں ہیں یہ کب سے خالی ہیں fill تو کر دی جائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے اس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے کوئی ایک ماہ پہلے چلا گیا، کوئی بعد میں، یہ ایک سال کے دوران پانچ اسامیاں خالی ہوئی ہیں۔ ان پانچ اسامیوں کو یکم مارچ کو ہم fill کر دیں گے، اس کے لئے ad دینا ہوتا ہے پھر اُس کے بعد interviews کرنے ہوتے ہیں یہ سارا process چلتا ہے۔ ایسے نہیں ہوتا کہ ایک ٹیچر چلا گیا تو اُس کا ad دے دیا اگر دو ٹیچر گئے ہیں تو دو ٹیچرز کا ad دے دیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ اکٹھی رپورٹ لیتا ہے پھر ٹیچرز کو بھرتی کیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لیب اٹینڈنٹ کی بھی اسامی خالی ہے اور جونیئر کلرک کی بھی خالی ہے ٹیچرز کی بات ہو گئی لیب اٹینڈنٹ تو بہت ضروری ہیں۔ یہ نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں کب سے خالی ہیں ان کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! اگر محترمہ exact date پوچھنا چاہتی ہیں تو میں اس کا جواب ڈیپارٹمنٹ سے لے کر دے دوں گی یہ fresh

question بنتا ہے۔ میں محترمہ کو اس کی date لے کر بتا دوں گی لیکن میں یہ کہتی ہوں ان کی بھرتی یکم مارچ تک ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: پھر تو بات ختم ہو گئی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر: میں نے اس وجہ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں نے پہلے بھی ایک سوال کیا تھا تو وہ اسامیاں چار سال سے خالی تھیں اب یہ پانچواں سال ہے اگلا سال تو election year ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ آپ کو کہہ رہی ہیں یکم مارچ تک یہ اسامیاں مکمل کر دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہی ہوں کہ جاتے ہوئے ہی کیوں اسامیاں پُر کرنی ہیں پچھلے پانچ سال میں کیوں پُر نہیں کی گئیں؟ جیسے میں نے پہلے سوال کیا تھا تو کہا گیا چار سال سے اسامیاں خالی ہیں ابھی تک ban نہیں کھلا۔ اس سے اتنا عرصہ سٹوڈنٹس کا حرج ہوتا ہے اب آپ تعداد دیکھ لیں 2041 سٹوڈنٹس کی تعداد ہے یہ کوئی تھوڑی تعداد نہیں ہے ٹیچرز نے کوئی فرضی کارروائی نہیں کرنی ہوتی ایک ایک ٹیچرز کو عارضی responsibilities دے دی جاتی ہے تاکہ جو ٹیچرز available نہیں ہیں اُس کی responsibility وہ دیں جو کہ humanly possible نہیں ہوتا پھر وہ اپنا فرض صحیح طریقے سے ادا نہیں کر پاتے اتنا لمبا ban۔ آپ کی priority ایجوکیشن اور ہیلتھ ہونی چاہئے اس میں کوئی اسامیاں خالی نہیں ہونی چاہئیں کیوں کہ ہر وقت ڈھیروں مریض اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور ہسپتال بھرے پڑے ہوتے ہیں اور اگر priority ایجوکیشن ہے تو ایجوکیشن۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے کیا پوچھوں مجھے یہ بتائیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کو اس کی اہمیت بتا رہی ہوں۔ اب تو ٹائم ختم ہو گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کہہ رہی ہیں ان اسامیوں کو یکم مارچ تک پُر کر دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر آپ بالکل درست فرما رہے ہیں لیکن ہم لوگ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ priority priority اگر priority ہو تو میرے خیال میں اس کو ایک دن بھی نہیں لگنا چاہئے ان کو فوراً fill کر دینا چاہئے کیوں کہ اتنے زیادہ بچوں کو handle کرنا یہاں پر تو چار چار سال سے ban لگا ہوا

ہے اور اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔میری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے گزارش ہے کہ وہ بالکل کوشش تو کر رہی ہیں اس پر کوشش کرنا بہت ضروری ہے لیکن یکم مارچ کو تو جاتا ہوا سال ختم ہو رہا ہے اگلاtenureشروع ہونے والا ہے آگے کسی کو کیا پتا کیا ہونا ہے، کیا نہیں ہونا؟اس لئے اس کوpriority رکھا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو کیا ہوا ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!اسی سوال پر۔

جناب سپیکر: جی، سوال کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میر سوال سٹوڈنٹس کی تعداد کے حوالے سے ہے 2041طالبات ہیں، 25کمروں میں کلاسز ہوتی ہیں یہ تقریباً75سٹوڈنٹس ایک کلاس روم میں بیٹھتے ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اساتذہ کو کیا کوئی ایسی سپیشل ٹریننگ کروائی جاتی ہے کہ ایک پریڈ30سے45منٹ کا ہوتا ہے اُس میں طالبات کی اتنی بڑی تعداد کو ٹیچرزmanageکرلیں، handleکر لیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی عرض کی ہے enrolmentsزیادہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے جہاں تک ایجوکیشن کا تعلق ہے تو سٹوڈنٹس کی idealتعداد 40ہونی چاہئے لیکن کئی ٹیچرز ایسے ہوتے ہیں وہ 40سٹوڈنٹس کو بھی کنٹرول نہیں کرسکتے ہیں یہ ٹیچرز کا اپناaptitudeہوتا ہے کئی پیدائشی ٹیچرز ہوتے ہیں جو اپنا نالج بھیimpartکرسکتے ہیں، کلاس کو بھی کنٹرول کرسکتے ہیں لیکن جس طرح کا ہمارے گورنمنٹ سکول کا ایجوکیشن کا سسٹم جا رہا ہے، ان کا لیول ہائی ہوا ہے ہم میرٹ پر بھرتیاں کر رہے ہیں اور ٹیچرز کو

ساتھ ساتھ ہی ٹریننگ دی جا رہی ہے یہ بغیر ٹریننگ کے نہیں آتے سب بچے کنٹرول ہوتے ہیں گورنمنٹ سکولز میں زیادہ تر غریب لوگوں کے بچے ہوتے ہیں وہ اتنے بد تمیز نہیں ہوتے، وہ ٹیچرز کی عزت کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! امیروں کے بچوں کو بد تمیز بنا دیا گیا۔ بچہ تو امیر کا ہو یا غریب کا وہ تو تربیت پر depend کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کچھ اساتذہ پیدائشی اساتذہ ہوتے ہیں۔ میں نے ان سے یہ سوال پوچھا تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں کوئی ٹیچر کیسے بچوں کو manage کر سکتا ہے؟ ہمارے منسٹر صاحب یہاں پر کبھی کبھی آتے ہیں لیکن جب اُن کی speech سنتے ہیں تو ہمیں یوں لگتا ہے کہ پنجاب کے اندر اس قدر تعلیمی معیار بہتر ہو چکا ہے کہ ہمارے سوائے ایک آدھ ممبر کے کسی ممبر کے بچے سرکاری سکول میں پڑھتے ہوں۔ اتنی تجربہ کار ٹیم کے ہوتے ہوئے چھ چھ دفعہ وزیر اعلیٰ شپ ان کے پاس رہی ہے آج بھی ہم یہی سنتے ہیں کہ کر دیں گے، مارچ میں ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے جواب پوچھوں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! انہوں نے خود کہا ہے کہ 40 کی تعداد آئیڈیل ہوتی ہے اس کے لئے حکومت پنجاب کیا اقدامات لے رہی ہے کہ ان بچوں کی تعداد ایک کلاس میں چالیس تک ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! ہم نے اس کی ratio نکالی ہے تقریباً ہر ٹیچر کے حصے میں 51,51 بچے آ رہے ہیں۔ اگر زیادہ بچے آ جائیں تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے ہر ٹیچر بچوں کو بڑے رعب سے بھی پڑھا سکتا ہے۔ بچوں نے اس کی آواز ہی سننی ہوتی ہے اگر تعداد چالیس ہو گی تو پیچھے کی سیٹیں خالی ہوتی ہیں وہاں تک بھی آواز جاتی ہیں اور بر آمدے میں بھی جاتی ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں ان کی دوسری بات سے اختلاف کروں گا بچوں کو رعب سے نہیں پڑھانا چاہئے بلکہ پیار محبت سے پڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر: کسی زمانے میں رعب ہوتا تھا اب نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! آپ ان سکولوں کے results دیکھیں، اسی سے ہی آپ اندازہ لگائیں گے کہ بچوں کی تعلیم کیسی ہے۔ ان سکولوں کے رزلٹ 62 سے 84 فیصد تک پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت سرکاری سکولوں میں toppers ہیں ان کو ٹیچرز پڑھاتے ہیں تو یہ یہاں تک پہنچے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ گڈ گورننس کیا ہوتی ہے؟ اگر ان کی enrolment زیادہ ہو رہی ہے تو وہ تب ہوتی ہے جب پلاننگ بھی اچھی ہو۔ اگر انہوں نے گورننس کو اچھے طریقے سے چلانا ہے تو اس سے پہلے ان کی پلاننگ اچھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ تشریف رکھیں وہ گڈ گورننس کا جواب دے رہی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پہلے یہ مجھے گڈ گورننس کا مطلب بتادیں کیونکہ بڑے بڑے اشتہارات، بورڈ پر لکھا ہوتا ہے کہ پورا پنجاب پڑھ لکھ کر ٹاپ کر رہا ہے اور پتا نہیں کہاں پر چلا گیا ہے نیز بچوں کو دھڑا دھڑ نوکریاں مل رہی ہیں لیکن یہاں تو 2 ہزار 41 سٹوڈنٹس پر پانچ ٹیچرز کی اسامیاں خالی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں جو کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ گڈ گورننس کیا ہوتی ہے؟ ہم مانتے ہیں کہ اگر ان کی پالیسی کی وجہ سے enrolment زیادہ ہو رہی ہے تو وہ ایک پالیسی ہے۔۔

جناب سپیکر: پالیسی کی بات دوسری ہے آپ سوال کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ان کے جواب کی بات کر رہی ہوں۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں ہم ان سے جواب لیتے ہیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! میں ایجوکیشن کے حوالے سے بات کروں گی کہ یہاں گڈ گورننس ہے۔ ہماری انرولمنٹ 100 فیصد ہے، retention rate بھی 100 فیصد ہے، transparency بھی 100 فیصد ہے اور accountability بھی 100 فیصد ہے۔اسی کو گڈ گورننس کہتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 100 فیصد تو وہ ہوتا ہے جو آپ کا سب کچھ ٹھیک ہو اور وہ excellent ہو یہاں تو آپ کی اسامیاں ہی پوری نہیں ہیں تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا کام 100 فیصد ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں. Let me proceed further

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئس روفن جولیس): جناب سپیکر! پانچ اسامیاں یکم مارچ تک مکمل کر لی جائیں گی۔ یہ دیکھیں کہ خادم اعلیٰ نے ایجوکیشن کے لئے جو اقدام اٹھائے ہیں ان کو تو پتا ہی نہیں ہے۔ جو بچے بورڈز میں first آئے ہیں انہیں باہر کے ٹوورز کرائے گئے ہیں۔ تندور والوں کے بچے فسٹ آرہے ہیں، غریبوں کے بچے بورڈز میں پوزیشن لے رہے ہیں۔ ان باتوں کا انہیں پتا نہیں ہے اور یہ پانچ اسامیوں کی بات کر رہی ہیں وہ پانچ اسامیاں یکم مارچ تک مکمل ہو جائیں گی ان کو پُر کر لیا جائے گا یہ فکر نہ کریں۔ جو 35 اسامیاں پُر ہوئی ہیں وہ ان کے مشورے سے نہیں ہوئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 9624 چودھری محمد اکرام کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5859 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 8965 جناب ابو حفص محمد غیاث الدین کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 9339 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: انڈوومنٹ فنڈ سے متعلقہ تفصیلات

*5859: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے باصلاحیت طالب علموں کے تعلیمی اخراجات کے لئے انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا ہے جس میں 8۔ارب روپے جمع ہو چکے ہیں؟

(ب) سال 2014 کے دوران اس فنڈ سے ضلع لاہور کے کتنے طالب علموں کو فائدہ پہنچا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2014 میں صوبہ پنجاب کے کتنے طالب علموں نے انڈوومنٹ میں موجود رکھی گئی رقم سے استفادہ کیا، طالب علموں کے نام، کلاس اور سکول و ضلع کے نام کے الگ الگ اور مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔ حکومت پنجاب نے باصلاحیت طالب علموں کے تعلیمی اخراجات کے لئے انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا ہے جس میں اب تک 17۔ارب روپے سے زائد کی رقم جمع ہو چکی ہے۔

(ب) سال 15-2014 کے دوران اس فنڈ سے ضلع لاہور کے کل 1424 طلباء و طالبات کو فائدہ پہنچا۔ تفصیل درج ذیل ہے:

تعلیمی درجہ	تعداد
سیکنڈری لیول	165
انٹرمیڈیٹ لیول	277
گریجویشن لیول	468
ماسٹر لیول	514
ٹوٹل	1424

(ج) سال 2014 کے دوران اس فنڈ سے صوبہ پنجاب کے کل 43106 طلباء و طالبات نے استفادہ کیا۔ تفصیل درج ذیل ہے:

تعلیمی درجہ	تعداد
سیکنڈری لیول	5388

انٹر میڈیٹ لیول	23862
گریجویشن لیول	10584
ماسٹر لیول	3272
ٹوٹل	43106

طالب علموں کے نام، کلاس اور سکول و ضلع کے ناموں کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حلقہ پی پی۔133 میں پرائمری سکولوں اور ٹیچرز کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*8965: جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔133 نارووال میں پرائمری سکولوں کی تعداد کیا ہے کیا ان میں سکولوں کی بلڈنگز مکمل ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ سکولوں میں دیگر سہولتیں بھی پوری ہیں؟

(ج) مذکورہ سکولوں میں طلباء وطالبات کی تعداد کیا ہے؟

(د) کیا مذکورہ سکولوں میں ٹیچرز کی تعداد پوری ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔133 نارووال میں پرائمری سکولوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:

بوائز پرائمری سکولز 52 گرلز پرائمری سکولز 99 کل تعداد = 151

ان تمام سکولوں کی عمارات مکمل ہیں۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں دیگر تمام سہولتیں موجود ہیں۔

(ج) مذکورہ سکولوں میں طلباء کی تعداد 10839 اور طالبات کی تعداد 10177 ہے۔

(د) مذکورہ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد اُن کی منظور شدہ اسامیوں کی نسبت کم ہے تاہم ضلع نارووال میں اساتذہ کی بھرتی کا عمل جاری ہے جو 28۔ فروری 2018 تک مکمل کر لی جائے گی۔

لاہور ڈویژن میں اریٹک ہیڈ مسٹریس کی پوسٹ سے متعلقہ تفصیلات

*9339: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ڈویژن میں کتنے گرلز سکولز میں ایڈہاک ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں۔سکولز اور ہیڈ مسٹریس کا نام اور موجودہ گریڈ بتائیں؟

(ب) کتنی ہیڈ مسٹریس ایسی ہیں جنہوں نے ایڈہاک پوسٹنگ پر stay لیا ہوا ہے۔ اور وہ کب سے stay پر ہیں۔

(ج) سال 16-2015 میں کتنے گرلز سکولز کی ہیڈ مسٹریس کی پوسٹیں اپ گریڈ یا ڈاؤن گریڈ کن وجوہات کی بناء پر کی گئی ہیں؟

(د) ایڈہاک پوسٹنگ پر تعیناتی کا دورانیہ کتنا ہوتا ہے اور ایڈہاک پوسٹنگ کرنے کی وجوہات بتائیں؟

(ہ) لاہور میں کتنے گرلز مڈل سکول/جونیئر ماڈل سکول جہاں گریڈ 18 کی سینئر ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں ان سکولوں کے نام اور ہیڈ مسٹریس کا نام بتائیں؟

(و) کتنے گرلز ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول ایسے ہیں جہاں گریڈ 17، 18 یا 19 کی ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں سکول اور ہیڈ مسٹریس مع گریڈ کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) لاہور ڈویژن کے اضلاع (لاہور، شیخوپورہ، قصور، ننکانہ صاحب) میں کل 56 گرلز سکولوں میں ایڈہاک ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں۔ تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور ڈویژن میں کوئی بھی ہیڈ مسٹریس ایسی نہ ہے جس نے ایڈہاک پوسٹنگ پر stay لیا ہوا ہو۔

(ج) لاہور ڈویژن میں سال 2015 اور سال 2016 میں کسی بھی گرلز سکول کی ہیڈ مسٹریس کی پوسٹ کو اپ گریڈ یا ڈاؤن گریڈ نہ کیا گیا ہے۔

(د) ایڈہاک پوسٹنگ پر تعیناتی کا کوئی مخصوص دورانیہ نہ ہے۔ ہیڈ مسٹریس کی پوسٹ خالی ہونے کی صورت میں ایڈہاک پوسٹنگ کی جاتی ہے تاکہ سکول کے نظام کو منظم انداز میں چلایا جا سکے۔

(ہ) ضلع لاہور میں 133 گرلز مڈل سکولز ہیں اور 13 گرلز جونیئر ماڈل سکولز ہیں لیکن ان میں سے کسی بھی سکول میں گریڈ 18 کی ہیڈ مسٹریس تعینات نہ ہے۔

(و) لاہور ڈویژن میں گرلز ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں تعینات ہیڈ مسٹریس کی تعداد درج ذیل ہے:

تعداد ہیڈ مسٹریس گریڈ19	104
تعداد ہیڈ مسٹریس گریڈ 18	70
تعداد ہیڈ مسٹریس گریڈ17	128

گریڈ18,17اور 19 کی ہیڈ مسٹریس کے نام اور سکولوں کی تفصیل(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیالکوٹ شہر اور تحصیل سیالکوٹ کے سکولوں کی بلڈنگز کی خستہ حالت کی تفصیل

*9624: چودھری محمد اکرام: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ شہر اور تحصیل سیالکوٹ کی حدود میں کس کس سکول (بوائز و گرلز) کی بلڈنگ خستہ حالت میں ہے اور کس کس سکول (بوائز و گرلز) کی عمارت ناکافی ہے؟

(ب) سال17-2016 کے دوران کتنی رقم اس شہر اور تحصیل کے سکولوں کی عمارات کی تعمیر اور مرمت پر خرچ کی گئی ہے، ان سکولوں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

(ج) سال18-2017 کے دوران اس شہر اور تحصیل کے کس کس سکول (بوائز و گرلز) کی عمارت کی تعمیر اور مرمت کے لئے رقم مختص کی گئی ہے، ان کے نام مع مختص کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سیالکوٹ شہر اور تحصیل سیالکوٹ کی حدود میں16 بوائز و گرلز سکولوں کی عمارات خستہ حالت میں ہیں جبکہ 68 بوائز و گرلز سکولوں کی عمارات ناکافی ہیں۔ تفصیل(Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال17۔2016 کے دوران52.527 ملین روپے کی رقم سیالکوٹ شہر و تحصیل کے سکولوں کی عمارات کی تعمیر اور مرمت پر خرچ کی گئی ہے۔ ان سکولوں کے نام اور رقم خرچ کردہ کی تفصیل(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 18-2017 کے دوران سیالکوٹ شہر و تحصیل کے 23 بوائز و گرلز سکولوں کی عمارات کی تعمیر اور مرمت کے لئے 147.587 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ان سکولوں کے نام مع مختص کردہ رقم کی تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ٹوبہ ٹیک سنگھ: گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول مہر آباد میں کمروں اور واش روم کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیلات

1855: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول مہر آباد پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی کل اراضی کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول میں صرف دو کمرے ہیں جہاں طالبات بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتی ہیں اور باقی تمام کلاسز باہر دھوپ میں بیٹھتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سکول میں بچیوں کے لئے پینے کے پانی کا بندوبست نہیں ہے اور واش روم کی چھت انتہائی dangerous ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج سسٹم ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے گٹروں کا گندا پانی سکول کی دیواروں سے رس کر اندر آنا شروع ہو جاتا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکول میں بچیوں کے تناسب سے مزید کمرے بنانے اور درج بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول مہر آباد نمبر 3 پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی کل اراضی دو کنال 17 مرلہ ہے۔

(ب) سکول ہذا میں دو کمرے ہیں جہاں طالبات بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتی ہیں۔موسم سرما میں ایک کمرے میں دو، دو کلاسز بیٹھتی ہیں اور ایک کلاس کے بیٹھنے کا برآمدے میں انتظام کیا گیا ہے

البتہ طالبات کو سردی سے بچانے کے لئے برآمدے کو پردے سے ڈھانپا گیا ہے۔ موسم گرما میں دو کلاسز کمرے میں بیٹھتی ہیں اور تین کلاسز کو سایہ دار درختوں کے نیچے بٹھا کر تدریسی فرائض سرانجام دے دیئے جاتے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول میں بچیوں کے پینے کے لئے واٹر سپلائی کا صاف پانی میسر ہے جبکہ واش روم کی خطرناک چھت گرا کر دوبارہ تعمیر کر دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ میونسپل ایڈمنسٹریشن پیر محل نے گندے پانی کی نالی کو مرمت کروا دیا ہے۔ گٹروں کا گندا پانی رِس کر سکول میں داخل نہیں ہوتا۔

(ہ) سکول ہذا میں تعداد طالبات کی تعداد 262 ہے۔ حکومت پنجاب کے مجوزہ معیار کے مطابق چھ مزید کمروں کی ضرورت ہے۔ حکومت پنجاب نے پرائمری سکولوں میں اضافی کمرے تعمیر کرنے کے لئے "خادم پنجاب سکول پروگرام"(KPSP) شروع کر رکھا ہے۔ موجودہ مالی سال 2017-18 میں مذکورہ پروگرام میں سکول ہذا شامل نہ ہے۔ تاہم آئندہ مالی سال 2018-19 میں سکول ہذا کو اضافی کمرہ جات کی فہرست میں شامل کر دیا جائے گا۔

ساہیوال: حلقہ پی پی۔220 کے گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد اور مسنگ فسیلٹیز سے متعلقہ تفصیلات

1862: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔220 ساہیوال میں کتنے ایسے گرلز پرائمری / مڈل / ہائی سکولز ہیں جن کی بلڈنگز زیر تعمیر ہیں ان میں کتنا عرصہ missing facilities کو پورا کرنے میں لگے گا؟

(ب) حلقہ پی پی۔220 ساہیوال میں کل کتنے گرلز پرائمری سکولز ہیں نیز مزید کتنے گرلز پرائمری سکولز بنانے کی ضرورت ہے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔220ساہیوال میں کسی بھی گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی سکول کی بلڈنگ زیر تعمیر نہ ہے البتہ missing facilities کے تحت مندرجہ ذیل سکیمز کے مطابق کام کا اجراء کیا گیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

خطرناک عمارتوں کی تعمیر نو:

	پرائمری	مڈل	ہائی	میزان
گرلز سکولز	04	02	01	7
بوائز سکولز	02	01	0	3

مزید برآں مذکورہ حلقہ کے مندرجہ ذیل سرکاری سکولوں میں چار دیواری کا کام جاری ہے۔

	پرائمری	مڈل	ہائی	میزان
گرلز سکولز	05	03	02	10
بوائز سکولز	01	0	0	01

خادم پنجاب سکول پروگرام کے تحت حلقہ پی پی۔220کے 43 گرلز پرائمری سکولوں میں 101 اضافی کمرہ جات بنائے جا رہے ہیں۔ خطرناک عمارتوں کی تعمیر اور چار دیواری کا کام جون 2018تک مکمل ہو جائے گا۔

(ب) حلقہ پی پی۔220ساہیوال میں گرلز پرائمری سکولوں کی کل تعداد72ہے۔مزید گرلز پرائمری سکول بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع گجرات گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوڑی میں بچوں کی تعداد اور ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

1863: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کسی بھی بوائز و گرلز مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول میں درجہ چہارم کی اسامیوں کی منظوری کا معیار کیا ہے اور وہاں پر بچوں کی تعداد کتنی ہونی چاہئے؟

(ب) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوڑی بھیلوال ضلع گجرات میں طالبات کی تعداد کتنی ہے اس سکول میں درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد کتنی ہے اور یہاں پر کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی مزید اسامیوں کی ضرورت ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سکول میں تمام missing facilities فراہم کرنے اور درجہ چہارم کی اسامیاں طالبات کی تعداد کے مطابق کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) بوائز و گرلز مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں درجہ چہارم کی اسامیوں کی منظوری کا معیار درج ذیل ہے۔

برائے ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول (بوائز و گرلز)

بچوں کی تعداد	تعداد ضرورت اسامی برائے درجہ چہارم
500	5
1000	6
1500	7
2000	9
2500	11
3000	13
3000 سے زائد	15

برائے مڈل سکول (بوائز و گرلز)

بچوں کی تعداد	تعداد ضرورت اسامی برائے درجہ چہارم
400	03
400 سے زائد	04

(ب) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوڑی بھیلوال گجرات میں طالبات کی تعداد 480 ہے اگر تعداد 500 تک ہو تو معیار کے مطابق درجہ چہارم کی اسامیوں کی تعداد پانچ ہونی چاہئے جبکہ سکول میں پہلے سے ملازمین کی سات منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ جن میں سے تین پر درجہ چہارم کے ملازمین تعینات ہیں اور چار اسامیاں خالی ہیں لہٰذا معیار کے مطابق مزید اسامیوں کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) مذکورہ سکول میں تمام بنیادی سہولیات موجود ہیں۔ سکول میں درجہ چہارم کی سات منظور شدہ اسامیاں ہیں جو کہ بچیوں کی تعداد 480 کے مطابق درست ہیں۔ سکول میں درجہ چہارم کی مزید اسامیوں کی ضرورت نہ ہے۔ تین ملازمین سکول میں تعینات ہیں جبکہ باقی چار خالی اسامیاں نئی بھرتی میں پُر کر دی جائیں گی۔

گجرات: پی پی۔113 کے سکولوں میں ٹیچرز اور منظور شدہ اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

1864: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول فتہ بھنڈ اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول رندھیر پی پی۔113 ضلع گجرات میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ب) ان سکولوں میں تعینات اساتذہ کرام کے نام، عہدہ و گریڈ بتائیں کتنے مستقل ہیں اور کتنے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں کون کون سے اساتذہ عارضی ڈیوٹی اصل جگہ کی بجائے دوسرے سکول میں سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت عارضی ڈیوٹی دینے والے اساتذہ کو مستقل طور پر ان ہی سکول میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جہاں وہ عارضی ڈیوٹی دے رہے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول فتہ بھنڈ میں کل اسامیوں کی تعداد 10 جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

کیٹگری	مضمون	تعداد
ایس ایس ای BS-16	آرٹس	1
ایس ای ایس ای BS-14	سائنس	3
ایس ای ایس ای BS-14	ریاضی	1
ایس ای ایس ای BS-14	آرٹس	1
ای ایس ای BS-09	سائنس ریاضی	2
ای ایس ای BS-09	آرٹس	2

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول رندھیر میں کل اسامیوں کی تعداد 4 ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

کیٹگری	مضمون	تعداد
ای ایس ای BS-09	سائنس ریاضی	2
ای ایس ای BS-09	آرٹس	2

(ب) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول فتہ بھنڈ میں تعینات اساتذہ کرام کی تفصیل مع عہدہ و گریڈ درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اساتذہ کرام	عہدہ	گریڈ	تقرری نوعیت
1	رخسانہ کوثر	SSE(Arts)	BS-16	کنٹریکٹ
2	شمائلہ اقبال	SESE(Arts)	BS-14	کنٹریکٹ
3	سدرہ منور	SESE(Math)	BS-14	کنٹریکٹ
4	عائشہ بتول	SESE(Sci)	BS-14	مستقل
5	راحیلہ پروین	SESE(Sci)	BS-14	مستقل
6	اقرا جاوید	SESE(Sci)	BS-14	کنٹریکٹ
7	رخسانہ اصغر	ESE(Arts)	BS-09	کنٹریکٹ
8	تنزیلہ انور	ESE (Arts)	BS-09	کنٹریکٹ
9	نجمہ ناصر	ESE (Sci)	BS-09	کنٹریکٹ

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول رندھیر میں تعینات اساتذہ کرام کی تفصیل مع عہدہ درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اساتذہ کرام	عہدہ	تقرری نوعیت
1	مصباح تنویر	ESE BS-09	کنٹریکٹ
2	بشریٰ کوثر	ESE BS-09	کنٹریکٹ
3	اقرا عاصم	ESE BS-09	کنٹریکٹ
4	کنزہ طارق	ESE BS-09	کنٹریکٹ

مندرجہ بالا اساتذہ کنٹریکٹ پر کام کر رہی ہیں۔ مذکورہ دونوں سکولوں میں کوئی بھی ٹیچر عارضی ڈیوٹی پر دوسرے سکول میں کام نہیں کر رہی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق کسی بھی استاد کی عارضی ڈیوٹی نہیں لگائی جاتی اور نہ ہی انہیں مستقل کیا جاتا ہے۔

گجرات: پی پی۔113 میں گورنمنٹ پرائمری سکول ملو اور ایلیمنٹری سکول خوجہ کی بلڈنگ سے متعلقہ تفصیلات

1865: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول خوجہ اور گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ملو پی پی 113 گجرات کی عمارات dangerous حالت میں ہیں پھر بھی ان سکولوں کی dangerous عمارات میں بچے زیر تعلیم ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے خصوصی فنڈز جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول خوجہ پی پی۔113 کی عمارت آٹھ کمرہ جات پر مشتمل ہے جن میں سے دو کمرہ جات قابل مرمت تھے جو کہ نان سیلری بجٹ (NSB) فنڈ سے مرمت کروا لئے گئے ہیں اب تمام کمرہ جات قابل استعمال ہیں اور خطرناک حالت میں نہ ہیں جبکہ گورنمنٹ ماڈل پرائمری سکول ملو کی عمارت چار کمرہ جات پر مشتمل ہے جن میں سے ایک کمرہ خطرناک حالت میں ہے جو کہ زیر استعمال نہ ہے۔ سکول میں طلبہ کی تعداد 93 ہے اور تعداد کے لحاظ سے تین کمرہ جات سکول ہذا کے لئے کافی ہیں۔

(ب) چونکہ مندرجہ بالا سکولوں کی عمارات خطرناک نہ ہیں لہٰذا فنڈز جاری کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور پی پی۔145 میں سکولوں کی تعداد اور اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

1884: جناب محمد وحید گل: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) متذکرہ سکولوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) متذکرہ کن کن سکولوں میں کتنی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(د) حکومت کب تک خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔145 میں چار بوائز ہائی اور پانچ گرلز ہائی سکولز، سات بوائز پرائمری اور چھ گرلز پرائمری جبکہ دو بوائز مڈل اور چار گرلز مڈل سکولز موجود ہیں۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 604 ہے۔

(ج) مذکورہ سکولوں میں 180 اسامیاں بوجہ ریٹائرمنٹ اور دیگر وجوہات کی بناء پر گزشتہ چند ماہ سے خالی پڑی ہیں۔

(د) محکمہ سکول ایجوکیشن کی ہدایت کے مطابق ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے روزنامہ خبریں لاہور مورخہ 02.01.2018 کو ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے اشتہار دیا گیا تھا۔ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ 21.01.2018 تھی جس کے لئے درخواستیں جمع ہو چکی ہیں۔ درخواستوں کی چھان بین کا کام جاری ہے توقع ہے کہ بھرتی کا عمل مکمل ہونے پر مذکورہ حلقہ کے سکولوں میں خالی اسامیوں پر اساتذہ تعینات کر دیئے جائیں گے۔

لیہ: گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول میں طالبات کی تعداد اور عمارت سے متعلقہ تفصیلات

1887: چودھری اشفاق احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول (نزد صدر بازار) لیہ میں اس وقت کلاس وار طالبات کی تعداد کتنی ہے اور کتنی ٹیچرز تعینات ہیں؟

(ب) اس سکول کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے۔کتنے کمروں کی حالت مخدوش یا خطرناک حالت میں ہے؟

(ج) اس سکول میں مزید کتنے کمرے بنانے کی ضرورت ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول کی زیادہ عمارت خطرناک حالت میں ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سکول کی عمارت کی تعمیر از سر نو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول (نزد صدر بازار) لیہ میں طالبات کی کلاس وار موجودہ تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے جبکہ مذکورہ سکول میں اساتذہ کی کُل تعداد 40ہے۔ جس کی تفصیل (Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کلاس	تعداد
ششم	158
ہفتم	156
ہشتم	135
نہم	379
دہم	250
میزان	1078

(ب) مذکورہ سکول کی عمارت 24کمروں پر مشتمل ہے۔10کمرے اور ایک ہال خطرناک حالت میں ہے۔

(ج) سکول ہذا میں مزید 10کمرے بنانے کی ضرورت ہے۔

(د) درست ہے۔مذکورہ سکول کی عمارت کا زیادہ حصہ خطرناک حالت میں ہے۔

(ہ) حکومت مذکورہ سکول کی عمارت کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اور اس حوالے سے مذکورہ سکول کو آئندہ مالی سال 2018-19 کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کر دیا گیا ہے۔

لاہور: حلقہ پی پی۔145 میں سکولوں کی اپ گریڈیشن اور تعداد سے متعلقہ تفصیلات

1888: جناب محمد وحید گل: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں قائم پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے سکولوں کو پانچ سالوں میں اپ گریڈ کرنے کی منظوری دی گئی ان میں سے کتنے اپ گریڈ ہوئے اور کتنے باقی ہیں؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں حکومت نے 2013 سے تا حال مزید کتنے نئے سکول تعمیر کئے ہیں ان کی تعداد بتائی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ حلقہ میں قائم سکولوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے کم ہے؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حلقہ پی پی۔145 لاہور میں مزید سکول تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) اس حلقہ میں چار بوائز ہائی اور پانچ گرلز ہائی سکولز، سات بوائز پرائمری اور چھ گرلز پرائمری، دو بوائز مڈل اور چار گرلز مڈل سکولز ہیں جبکہ اس حلقہ میں کوئی بوائز و گرلز ہائر سیکنڈری سکول نہ ہے۔

(ب) مذکورہ حلقہ میں گذشتہ پانچ سالوں میں کسی بھی سکول کو اپ گریڈ کرنے کی منظوری نہیں دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ میں 2013 سے تا حال کوئی نیا سکول تعمیر نہیں ہوا۔

(د) درست ہے۔

(ہ) مذکورہ حکومت سالانہ ترقیاتی پروگرام 19-2018 کے دوران حلقہ پی پی۔145 لاہور میں علاقے کی ضروریات کے مطابق نئے سکولز کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں متعلقہ فیلڈ افسران کو ہدایات کی جا چکی ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

گنّے کے کاشتکاروں کو مشکلات کا سامنا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پرسوں میں نے ایک issue raise کیا تھا۔ آپ کی صدارت میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں تمام ممبران نے اظہار خیال کیا کہ گنے کے کاشتکار بالخصوص چھوٹا کاشتکار بڑی مشکل کے اندر ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہ بات کی تھی کہ بہاولپور میں کیفیت یہ ہے کہ وہاں ایک ہی شوگر مل ہے، گنّا زیادہ کاشت ہوا ہے اور کاشتکار 60,60 روپے فی من فروخت کرنے پر مجبور ہے۔ وہ کاشتکار Mills کے چھوڑے ہوئے middlemen کے ذریعے exploit ہوتے ہیں اور گنّا فروخت کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ گنّا ایسی فصل ہے جو گھر میں سٹور نہیں ہو سکتا۔ کاشتکار نے مجبوراً دینا ہے کیونکہ اس نے اگلی فصل کاشت کرنی ہے اور اپنے گھر کی ضروریات کو بھی پورا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ جو exploitation ہو رہی ہے میں نے کل بھی معلومات لی ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب تک چھوٹا کسان چِٹ نہیں دیتا کہ میں نے واجبات وصول کر لئے ہیں اس وقت تک وہ اس کو پرمٹ ہی جاری نہیں کرتے۔ جب وہ بے چارہ لکھ کر دے دیتا ہے پھر اس کو payment ملتی ہے اور وہ بھی وقت پر نہیں ملتی۔ جب کہیں میٹنگ کے اندر کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو وہ بے چارہ مجبور ہوتا ہے اس نے لکھ کر دیا ہوا ہوتا ہے کہ میں payment لے چکا ہوں۔ مل والے اس چِٹ کو انتظامیہ کے سامنے دکھا کر سرخرو ہو جاتے ہیں۔ اس بُرے طریقے سے کسان کا استحصال ہو رہا ہے۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی، یہاں ایک دن کے لئے بحث ہوئی جس میں ہم سب نے کسان کی آواز پر رونا رویا اور شور مچایا لیکن تین چار دن گزر گئے ہیں فیلڈ کے اندر کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ سارا معاملہ اسی طرح سے رُل رہا ہے، کاشتکار پریشان ہے اور کوئی شنوائی نہیں ہے۔ وہاں پر ڈپٹی کمشنرز، اسسٹنٹ کین کمشنر، کیشن کمشنر اور جو انہوں نے الا بلا بنایا ہوا ہے ان سب کی کارکردگی کسانوں کو ان کا حق دلوانے میں ناکام ہے۔ آنیاں جانیاں بڑی ہیں لیکن گزارش ہے کہ عملاً کچھ نہیں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کے اندر حکومت کی بڑی کسمپرسی ہے۔ میں حکومت کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں طاقتور کرے تاکہ ان کی بات کی نیچے تک شنوائی ہونے والی بن جائے۔ میں اس معاملے پر آج ٹوکن بائیکاٹ کرتا ہوں اور اس کے اوپر شدید ترین احتجاج کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر ٹوکن بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بات سننے کی ہمت رکھیں، یہ کیا بات ہوئی؟ یہ بات ٹھیک نہیں ہے، آپ آئیں اور وزیر قانون کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش ہوگی کہ وہ اپنی بات کا جواب سن لیں اس کے بعد بائیکاٹ کریں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اندر تشریف لائیں، ایوان میں آئیں۔ اپنی بات کا جواب سنیں۔ آپ نے جو بات کی ہے اس کا جواب سن لیجئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر نے بات کی ہے، مناسب تقاضا یہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں اور وہ اس بارے میں جواب سنیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جتنی گفتگو کی ہے یہ in isolation ہے، ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہی نہیں کہ اس معاملے پر کیا کوششیں ہوئی ہیں اور اس معاملے کی اس وقت on ground کیا پوزیشن ہے؟ یہ جب crushing season شروع ہوا تو وہ تھوڑا لیٹ ہو رہا تھا، باقاعدہ وزیر اعلیٰ نے اس بارے میں دو meetings کیں۔ تمام ملز ایسوسی ایشن کے عہدیداران کو بلایا گیا، crushing season شروع ہوا۔ اس کے بعد ریٹ کا معاملہ تھا کیونکہ اس وقت چینی کی قیمت مارکیٹ میں تقریباً 45 سے 48 روپے تک ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ اگر 180 روپے فی من گنا خریدیں تو چینی کا ریٹ 63 سے 64 روپے بنتا ہے۔

جناب سپیکر! اس بارے میں بیٹھ کر کسانوں کے نمائندوں اور ملز ایسوسی ایشن کے نمائندوں سے بات ہوئی، وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کو میں convene کر رہا ہوں، ہم دو یا تین مرتبہ every week ہر alternate day پر اس کی میٹنگ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس بارے میں یہ طے پایا کہ مگر 180 روپے کے حساب سے CPR جاری کریں گی، ہوتا یہ تھا کہ CPR تو 180 روپے کی جاری ہوتی تھی، یہ میں ڈاکٹر صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ کسی بھی مل پر جا کر دیکھیں تو جو CPR ہے وہ 180 روپے کی جاری ہوئی تھی لیکن اس کے بعد پیسے کم دیئے جاتے تھے۔ اس بہانے کہ CPR کے اوپر بنک سے جا کر 15 دن بعد payment ہوتی ہے۔ زمیندار کو ضرورت ہوتی ہے، زمیندار کو مڈل مین بھی یا مل کا ہی کوئی بندہ کہتا ہے کہ جناب آپ نے 15 دن کہاں انتظار کرنا ہے۔ آپ مجھ سے 140 یا 150 روپے کے حساب سے پیسے لے لیں۔ اس پر بھی ہم نے قدغن لگائی کہ اگر کسی مل نے فوری بھی payment کرنی ہے تو وہ 160 یا 165 روپے سے نیچے نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد تمام ملز پر منسٹرز، ڈپٹی کمشنرز اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے عملے کی باقاعدہ ڈیوٹیاں لگائی گئیں، جو ملز 160 روپے سے نیچے، 140 روپے سے نیچے payments کر رہی تھیں تو ان کے جی ایم کو گرفتار کیا گیا، باقاعدہ ان پر مقدمات درج کئے گئے کیونکہ first time جی ایم کو گرفتار کرنے کے آرڈر تھے، اگر اس کے باوجود بھی وہ مل ریٹس نہ دے تو پھر اس کے مالک کو گرفتار کیا جائے۔ ایک مل کے مالک کو گرفتار کرنے کے لئے سندھ تک پیچھا کیا گیا، وہ وہاں ٹھٹھ میں چلا گیا تو وہاں تک اس کا پیچھا کیا گیا تو پھر انہوں نے اپنے ریٹس کو درست کیا۔ اب معاملہ یہ ہے کہ جماعت اسلامی کی جو کاشتکاروں کی تنظیم ہے اس کا نام کسان بورڈ ہے۔ اس کے سربراہ سرفراز خان ہیں جو کہ ایک ریٹائرڈ آفیسر ہیں۔ اسی طرح ایک انجمن کاشتکاراں ہے اس کے سربراہ رانا افتخار ہیں، اس کے علاوہ کسان اتحاد ہے۔ اس کے سربراہ خالد کھوکھر اور چودھری انور صاحب ہیں۔ رابعہ سلطان صاحبہ ترقی پسند کاشتکاروں کو represent کرتی ہیں۔ مگر جو صورتحال ڈاکٹر صاحب بتا رہے ہیں، اگر یہ صورتحال ہو تو پھر ان لوگوں کو گورنمنٹ اور گورنمنٹ کی میٹنگز کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ یہ ہر میٹنگ میں، ہر تیسرے دن میرے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ جماعت اسلامی کے کسان بورڈ کے سربراہ سرفراز خان بھی ہر میٹنگ میں موجود ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جو جماعت اسلامی پنجاب کے صدر ہیں انہوں نے ایک رٹ کر دی تو میں نے سرفرار خان سے کہا کہ آپ ہمارے

ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں، آپ کے سامنے روز ایکشن ہوتا ہے، ہم روز ریٹس کا جائزہ لیتے ہیں اور جو ملز ریٹس کم دے رہی ہیں ہم ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں اور اس میں بتدریج بہتری آرہی ہے تو آپ نے رٹ کیوں کی ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ نہیں وہ ہم نے نہیں وہ ہمارے پنجاب کے صدر نے رٹ کی ہے تو اس کے ساتھ بھی پھر انہوں نے معاملہ take up کیا یہ باقاعدہ جو last date تھی، کورٹ سے اجازت لی اور آج پانچ بجے شوگر کین بورڈ کی میٹنگ ہے اس میٹنگ میں کاشتکاروں کے تمام نمائندے بشمول جناب سرفراز خان وہاں پر موجود ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں نے condition یہ لگائی ہے کہ تمام ملز کے مالکان آئیں گے اور ہم کسی جی ایم کے ساتھ بات نہیں کریں گے۔ آج ان کے ساتھ یہ دو ٹوک بات ہونے جارہی ہے جو cost analysis کے بعد موجودہ شوگر کی قیمت کے مطابق جو گنے کی قیمت طے ہوئی ہے وہ figures میں اس وقت show نہیں کرتا کیونکہ یہ بات پھر پبلک ہو جائے گی۔ یہ بات پانچ بجے میٹنگ میں طے ہونی ہے، یہ کسانوں کے تمام کاشتکاروں کی تمام نمائندہ تنظیموں نے کہا ہے کہ جو مارکیٹ میں چینی کا ریٹ ہے ہم اس کا بھی خیال رکھتے ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ملز والے بھی اپنا بزنس کریں اور کسان کا بھی استحصال نہ ہو۔ ہم ان کے ساتھ وہ قیمت طے کرتے ہیں جو ان کو بھی برداشت ہو اور ہمارا بھی اس میں استحصال نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے آج پانچ بجے وہ میٹنگ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس بارے میں تو ہر دن گورنمنٹ نے بہتری لانے کے لئے کام کیا ہے اور meantime یہ جو احتجاج کا سلسلہ چل رہا تھا، اس event میں ایک نے 17 تاریخ کو، اس کے بعد پھر کسی نے 19 تاریخ کو اور پھر اس کے بعد کسی نے 20 تاریخ کو آنا تھا تو اس میں بھی ان کاشتکار تنظیموں کو engage کیا گیا اور ایک بہت بھاری رقم ان کے ساتھ commit کی گئی اور ان کو یہ کہا گیا کہ جب یہاں پر لاہور میں تماشا لگ جائے گا تو پھر آپ نے بھی آجانا ہے۔ ہم آپ کو اتنے کروڑ روپے کی فراہمی یقینی بنائیں گے اور آپ نے کرنا یہ ہے کہ آپ جا کر کسانوں سے پوچھیں کہ ہاں جی آپ کی کتنی فصل ہے، دس ایکڑ ہے جی، کتنی قیمت ہے اتنی ہے جی، یہ لیں اور اس کو آگ لگا دیں۔ ادھر احتجاج ہو رہا ہو گا، ادھر کھیتوں کو آگ لگ رہی ہو گی اور ہم 30۔ جنوری تک یہ سارا کام سمیٹ دیں گے لیکن بہر حال وہ تو پھر

کامیاب نہ ہو سکا۔ ہمارے پاس evidence موجود ہے، ان کاشتکاروں کے نمائندوں کی جن کے ساتھ اس قسم کی گفتگو کی گئی بلکہ بیانہ تک دیا گیا اور اس میں وہ جماعتیں جو اس احتجاجی پروگرام میں آلہ کار تھیں ان کے لیڈروں کی ہمارے پاس گفتگو ہے لیکن بہر حال ہم اس طرف نہیں گئے۔۔۔

جناب سپیکر: .Please be careful بہتری کی طرف جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹر سید وسیم اختر in isolation بات کر رہے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ یہ آج پانچ بجے تشریف لائیں، سردار شہاب الدین خان بھی آئیں اور ہمارے ساتھ میٹنگ attend کریں، وہاں پر تمام شوگر مل ایسوسی ایشن اور مالکان بھی موجود ہوں گے۔ یہ تمام کسانوں کی تنظیموں کے نمائندے بھی موجود ہوں گے اور ہم نے کسی قیمت پر کاشتکار کا استحصال پہلے ہونے دیا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ نہ اب ہونے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب انہوں نے پانچ بجے کا ٹائم بتایا ہے۔ یہی بہتر رہے گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! خدارا گزارش یہ ہے کہ رانا ثناءاللہ خان میرے لئے معزز ہیں اور سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ انہوں نے یہاں on the floor of the House بات کی، کہ اس discussion کے بعد بتدریج اضافہ ہوا ہے جو حکومت پنجاب نے decision لئے ہیں کہ 160 یا 165 روپے کم payment جو بھی شوگر مل کرے گی۔ اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں نے بڑے غور سے معزز منسٹر صاحب کی گفتگو سنی۔ یہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ لیّہ شوگر ملز نے 156,158 روپے کی payment کل کی ہے اور میں agree کرتا ہوں کہ جو سی پی آر کا مسئلہ ہے، سی پی آر 180 روپے پر جاری ہو رہی ہے۔ یہ بات رانا صاحب کی بالکل درست ہے لیکن میں نے اس دن بھی تجاویز میں کہا تھا کہ کوئی ایسا میکنزم بنائیں، خدارا کہ وہاں شوگر ملز مافیا کیا کرتا ہے کہ وہ 180 روپے کی سی پی آر پہ اس کاشتکار جس کو ضرورت ہوتی ہے اس کو بند کمرے میں بلاتا ہے اور وہاں

اس کا thumb لیا جاتا ہے اور 158 روپے payment کل تک ہو رہی ہے۔ یہ میں ثبوت سے کہہ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! ہم اپوزیشن والوں نے جو تجاویز دی تھیں، یہ حکومت کا کام ہوتا ہے کہ جو ریٹ وہ طے کرے ان شوگر ملز مافیا سے وہ ensure کروائے، اپنی writ کو منوائے کہ 180 روپے کاشتکار کو ملیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں on the floor of the House یہ admit کیا ہے کہ وہ شوگر ملز مافیا 180 روپے نہیں دے سکتا۔ کاشتکاروں کے نمائندوں، مختلف نمائندوں اور ہم نے یہ بات طے کرنی ہے، میں صرف اپنی تجویز دیتا ہوں، ناکامی تو حکومت نے تسلیم کر لی، اتنی گزارش کروں گا۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ناکامی تو انہوں نے تسلیم نہیں کی۔ ایسی بات تو نہ کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہی ensure کروا دیں کہ 30۔ اپریل تک یہ شوگر ملیں چلوا دیں اور غریب کاشتکار کا تمام گنّا وہاں چلا جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جب ڈاکٹر صاحب بات کر رہے تھے تو سردار شہاب الدین خان میرا خیال ہے کہ باہر تھے۔ ڈاکٹر صاحب تو یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ 160 روپے کے حساب سے کاشتکار سے گنّا لیا جا رہا ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ 158 روپے کے حساب سے یعنی 2 روپے جو ہیں وہ 160 سے کم دیئے۔

جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ بالکل یہ صورتحال پہلے تھی کہ hundred plus کے اوپر کاشتکاروں کو payment کر کے گنّا لیا جا رہا تھا اور یہ واقعی استحصال تھا، گورنمنٹ نے جب سے اس پر اقدامات کئے ہیں اس سے بتدریج بہتری آئی اور اب اس وقت صورتحال یہ ہے کہ یہ روپے، دو روپے کی بات کر رہے ہیں، دیکھیں! معاملہ یہ ہے کہ سی پی آر جب جاری ہوتی ہے تو اس کے اوپر 15 دن بعد payment ہونی ہے۔ اگر مجھے 180 روپے کی سی پی آر جاری ہو گئی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ نہیں، میں نے 15 دن انتظار نہیں کرنا اور اس کے لئے میں net cash حاصل کرنے کے لئے اس میں کچھ کمی کرتا ہوں تو بہر حال یہ بات کاشتکاروں کے جو نمائندے ہیں ان کو میں نے ہر میٹنگ میں یہ guaranteed کیا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو سمجھائیں، وہ اس خطرے سے کہ جی 15 دن کے بعد پتا نہیں کیا بنے گا کم payment نہ لیں، 15 دن کے بعد بنک سے جو payment ہونی ہے ہم اس کو ensure کریں گے اور

گورنمنٹ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ 15 دن کے بعد payment ہو گی لیکن اس کے باوجود بھی اگر کوئی آدمی اپنا رسک cover کرتا ہے، وہ کسی بات پر رضامند ہو جاتا ہے، 180 روپے پر انگوٹھا لگا دیتا ہے اور پیسے اس سے کم لے لیتا ہے کہ میں نے 15 دن یا 20 دن انتظار نہیں کرنا تو بہر حال اس کا ہمارے پاس اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے کہ ہم ہر طرح کی گارنٹی دینے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ سی پی آر کاشتکار اپنے پاس رکھیں، 15 دن بعد ان کو اگر بنک سے payment نہ ہو تو گورنمنٹ آف پنجاب ذمہ دار ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! رانا صاحب نے کہا ہے کہ آج 5 بجے میٹنگ ہے۔ ہمیں بتا دیں کہ کہاں پر میٹنگ ہے، میں اور سردار شہاب الدین خان ہم انشاء اللہ میٹنگ میں آئیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 90 شاہراہ قائداعظم پر 5:00 بجے میٹنگ ہے۔ آپ دونوں صاحبان تشریف لائیں۔ میں آپ کو most welcome کروں گا۔ وہاں پر اشتکاروں کے نمائندے بھی موجود ہوں گے، ملز مالکان بھی موجود ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج ہماری کوشش یہی ہے کہ جو بہتری آئی ہے اس بہتری کو اور زیادہ بہتر کریں، اس کو مزید improve کریں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرے پاس ایک سی پی آر موجود ہے جس پر 150 روپے کے حساب سے payment ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ جب آپ سے بات کر رہے ہیں یہ اس کے بعد کی بات ہے یا پہلے کی بات ہے؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ میں latest بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کی ہے کہ اگر کسی نے جلدی payment لینی ہو، کسی نے آپس میں اس طرح کی بات کر لی ہو۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ میں سی پی آر کی بات کر رہا ہوں۔ سی پی آر میں انہوں نے 150 روپے payment کی ہے۔ یہ حمزہ شوگر ملز جٹھا، پٹھان خان کوٹ ہے۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! حمزہ شہباز۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! نہیں۔ حمزہ شہباز نہیں۔ غلط کر رہے ہیں۔ یہ سارا جہانگیر ترین کا کیا دھرا ہے کاشتکار جو ذلیل ہو رہے ہیں وہ جہانگیر ترین صاحب کے کئے دھرے پہ ہو رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم جو بات فرما رہے ہیں یہ بات درست نہیں ہے۔

MR SPEAKER: No cross talk please. No cross talk from both sides.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کسی ملز نے سی پی آر 180 روپے سے کم کی جاری کی ہے یہ جرم ہے، یہ مجھے وہ دیں، کین کمشنر کو کہیں کہ ان کے خلاف مقدمہ درج کریں۔ ہوتا یہ ہے کہ سی پی آر 180 روپے کی ہوتی ہے لیکن اس کے پیچھے وہ انگوٹھا لگوا کر payment کم کرتے ہیں۔ یہ پہلے 130,135,140 کی بھی شکایت تھی، یہ پھر جیسے جیسے اقدامات ہوئے ہیں تو پھر یہ معاملہ اوپر کی طرف آیا ہے۔ اس میں یہی ہے کہ اگر کاشتکار تھوڑا سا اس میں حوصلہ دکھائے یا پنجاب گورنمنٹ کے اوپر اعتماد کرے اور وہ اپنا net cash نہ لے تو 15 دن کے بعد سی پی آر کے اوپر اسے بنک سے payment ہو گی۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میں سی پی آر کی بات کر رہا ہوں۔ میں اس payment کی بات نہیں کر رہا۔ یہ میرے پاس ثبوت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ان کی اگلی بات بھی تو سنیں ناں، انہوں نے جو کہا ہے کہ سی پی آر اگر انہوں نے 180 روپے سے کم جاری کی ہے، جب سے انہوں نے ان سے بات کی ہے تو پھر یہ اس کا نوٹس لیں گے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! RYK جو ہے وہ payment نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: ان کو کاپی دے دیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔ بہت ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، اللہ خیر کرے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ تین سال ہو گئے ہیں، 2015 میں یوحنا آباد میں لنچنگ کیس کے جو مجرم ہیں وہ آج بھی سنٹرل جیل میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ وہاں پر ایک ایک، دو دو کر کے مر رہے ہیں، ان کو کوئی طبی امداد دی جاتی ہے اور نہ ہی ان کا کوئی ٹرائل ہو رہا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان ہمارے بڑے محترم ہیں۔ انہوں نے پشاور خیبر پختونخوا میں جو مشال کیس تھا اس پر بہت شور مچایا، انہوں نے ایک سال کے اندر اندر اس کیس کا فیصلہ کر دیا۔ انہوں نے وہاں پر جو مجرم تھے ان کو سزائیں دیں اور جن کو عدالت نے چھوڑا ہے ان پر حکومت نے مقدمے کئے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بڑی مہربانی

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! بات کرنے دیا کریں۔ وہ لاء منسٹر پنجاب کے ہیں یا کے پی کے ہیں۔ بات کرنے دیا کریں۔ یہ دیکھیں ناں کہ پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please, order please. I say order please.

بڑی مہربانی۔ توجہ دلاؤ نوٹس۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ آپ خود جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بڑا اہم ہے۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں، بات سنیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی، بہت شکریہ، جو میری بہن محترمہ شنیلا رُوت نے فرمایا ہے۔ ان سب کا کیس subjudice ہے اور انسداد دہشت گردی کی عدالت میں چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہ چاہتی ہیں تو کل میں ان کو سارا ریکارڈ لا کر دکھا دیتا ہوں کہ کتنے پراسیکیوشن witness ہوئے ہیں اور ایک organization ہے، ملزمان کے جو وکیل ہیں وہ بھی پیش ہو رہے ہیں اور ان پر cross examine بھی ہو رہا ہے۔ جہاں تک انہوں نے دوسری بات فرمائی ہے، اگر آپ کے پاس کوئی ایسی evidence ہے کیونکہ میں نے دونوں جیلوں میں اور باقی بھی جیلوں میں ان کو وزٹ کیا ہے وہاں پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی، وہاں پر میں نے سارا ماحول بھی دیکھا ہے اور جو لوگ یوحنا آباد والے تھے ان سے بھی ملا ہوں بلکہ میں ان کے سپرنٹنڈنٹ سے علیحدہ ملا ہوں، ان کو میں نے کہا کہ میں نے ان سے بات کرنی ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ کے پاس کوئی evidence ہے تو مجھے دیں، اگر کوئی ایسی بات ہے، اگر ان کو طبی سہولت نہیں دی گئی اور باقی کوئی تفریق کی گئی ہے تو مجھے بتائیں۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ میٹنگ نہیں کر سکتے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل نہیں سکتے، بیٹھ نہیں سکتے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بالکل میٹنگ کر سکتی ہوں۔ ان کے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں۔ کوٹ رادھا کشن والوں کو سزائیں نہیں ہوئیں۔۔۔

MR SPEAKER: The matter is subjudice.

محترمہ شُنیلا رُوت: دو لوگ وہاں مر گئے ہیں، ان کو پتا نہیں ہے کہ وہ کیوں مرے ہیں؟ ان کو طبی امداد نہیں ملی تو وہ مرے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میڈم کو legal background کا پتا نہیں ہے، جو معاملہ کورٹ میں pending ہوتا ہے وہ subjudice ہوتا ہے، جس طرح کوٹ رادھا کشن کی انہوں نے بات کی ہے، مجھے یاد ہے کہ جس دن وہ واقعہ ہوا تھا اسی رات stake مدعی بنی اور اس میں جو اعلان کرنے والا آدمی تھا اس کو بھی سزائے موت دی گئی، جو شمع اور

سجاد کا واقعہ ہے لیکن اس وقت بہت سارے ہمارے لوگ ہیں کہ جب ایسے واقعات ہوتے ہیں اور گورنمنٹ ان کو سزائیں دیتی ہے، جو وہ دونوں میاں بیوی ہوئے تھے تو کوئی کسی بات کی appreciation بھی نہیں ہوتی ۔وہاں پر جتنا کسی کا جرم تھا انہیں چار چار،پانچ پانچ سال سزائیں ہوئیں۔ جس طرح مشال کیس کی بات کی گئی۔

جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ کل جو فیصلہ ہوا ہے میں ذاتی طور پر اس پر agree نہیں چونکہ common attention سے ایک نوجوان مارا اور ابھی تک پی ٹی آئی کا کونسلر پکڑا نہیں گیا۔ وہ برمنگھم بھاگ گئے ہیں اس کے والد نے پریس کانفرنس کی ہے کہ یہ میرے سارے ملزمان ہیں۔ جب ان کی نیت ایک تھی، مشترکہ تھی تو ان کو پکڑا جائے، جہاں تک یوحنا آباد کا تعلق ہے۔۔۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میڈم ایک منٹ میری بات سنیں۔ جہاں تک یوحنا آباد کا تعلق ہے۔ میں آپ کو assure کراتا ہوں کہ اگر کسی قسم کی کوئی evidence ہے تو آپ مجھے دیں میں آپ کو ساتھ لے کر جیل میں جاؤں گا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: دونوں کا شکریہ۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے کرتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر1441 میاں طارق محمود کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

گجرات: موضع کھوہار خورد کے رہائشی محنت کش کے جواں سال بیٹے کا قتل اور ملزمان کے خلاف کارروائی سے متعلقہ تفصیلات

1441: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 29۔جنوری 2018 کو تحصیل سرائے عالمگیر ضلع گجرات کے نواحی موضع کھوہار خورد کے رہائشی محنت کش کے جواں سال بیٹے محمد اسلم بعمر 22/21 سال کو اپنے گھر جاتے ہوئے گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول بوائز کے قریب دن دہاڑے فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا؟

(ب) مقدمہ ہذا سے متعلقہ اب تک ہونے والی پیش رفت کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یہ قتل ہوا ہے اور یہ blind murder ہے اس میں مدعی مقدمہ نے کسی کو بھی نامزد نہیں کیا بلکہ ابھی تک کسی پر کوئی شک کا اظہار بھی نہیں کیا۔ اس بارے میں موقع سے جو evidence collect کی گئی اور اس کی جو geofencing کرائی گئی ہے اس پر کام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ پولیس انوسٹی گیشن ان قاتلوں تک پہنچے گی اور انشاءاللہ ان کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ اس کے لئے کتنا time چاہئے چونکہ ایسے واقعات ایسی نوعیت کے ہوتے ہیں کہ کوئی بے چارہ گھر سے نکلے اور اسے گولیاں مار کر قتل کر دیا جائے۔ آپ خود سوچیں کہ ان کا جواں سال بیٹا ہے ان کا کیا حال ہو گا لہٰذا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی اندازہ ہے کہ کب تک اس کیس کی انوسٹی گیشن ہو جائے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر geofencing اور وہاں سے جو دوسری scientific evidence ملی ہے اس کے متعلق analysis کرایا جا رہا ہے اور کوشش ہے کہ جلد سے جلد اس کیس کو trace out کیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1444 سردار وقاص حسن موکل کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 1 جناب شہزاد منشی کی ہے۔ جی، شہزاد منشی اسے پیش کریں۔

سیکرٹری ہیومن رائٹس اینڈ مینارٹی افیئرز
پنجاب کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بروز بدھ 17۔ جنوری 2018 سہ پہر 3.09 پر میں نے اپنے موبائل فون نمبر 0321-9452254 سے سیکرٹری ہیومن رائٹس اینڈ مینارٹی افیئرز پنجاب عاصم اقبال کو ان کے موبائل فون نمبر 0304-0920012 پر مینارٹی رائٹس کمیشن بل 2016 کے حوالہ سے بات کرنا چاہی۔ اس لمحہ میرے پاس سیموئیل پیارا صاحب Minority Rights Implementation Chairman Forum اور چودھری طارق (ایڈووکیٹ) موجود تھے۔ جیسے ہی عاصم اقبال نے کال موصول کی میں نے انہیں عاصم بھائی مخاطب کیا اور جناب نے مجھے جی شہزاد، جی شہزاد کہہ کر بات کا آغاز کیا۔ میں نے ان کے اس انداز کو فراموش کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس چند دوست آئے ہیں اور وہ مینارٹی رائٹس کمیشن بل 2016 کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ عاصم اقبال نے میری بات کو نہ سنتے ہوئے ایک ہی سانس میں کہا کہ تم انتہائی گھٹیا سوچ اور cheap mind کے بندے ہو۔ تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے ۔ تمہارا میرے ساتھ کیا واسطہ کہ تم مجھے عاصم کہہ کر پکارو اور انتہائی برے انداز میں بولنا شروع کر دیا۔

جناب سپیکر! میں نے موصوف سے کہا کہ عاصم بھائی میں نے آپ کو عاصم نہیں کہا بلکہ عاصم بھائی ہی پکارا ہے اور آپ کا یہ کیا انداز ہے کہ آپ مجھے گھٹیا سوچ اور cheap mind کہہ کر باتیں کر رہے ہیں، ذرا ہوش کے ناخن لیں۔ باوجود میری تردید کے موصوف غصے سے اور غلط انداز سے میری تحقیر کرتے چلے گئے۔

جناب سپیکر! میں نے پھر کہا کہ جناب میں نے آپ کو عاصم بھائی ہی پکارا ہے اور آپ اپنے رویہ پر غور کریں۔ فرمانے لگے کہ تم میرے کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو جو میں آپ کا لحاظ کروں

اور میری تحقیر کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس time اور نہ ہی میں آپ کی کسی بات کا جواب دینے کا پابند ہوں آپ ایم پی اے اسمبلی میں ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو کچھ نہیں سمجھتا اور فون بند کر دیا۔ سیکرٹری ہیومن رائٹس اینڈ مینارٹی افیئرز کے اس گستاخانہ روّیہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق آج ہی پڑھی گئی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس کا جواب منگوانے کے لئے مہلت دے دیں تو اس کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق کا جواب آنا تھا؟

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ نے تحریک استحقاق نمبر 17 کا جواب دینا تھا؟

حلقہ پی پی۔9 راولپنڈی میں ہارے ہوئے شخص کا ترقیاتی سکیموں پر بطور ایم پی اے کی تختیاں لگانا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس کا جواب ایگزیکٹو آفیسر چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ نے بھجوا دیا ہے کہ چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ تحقیق کے بعد مکمل طور پر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ دفتر ہذا نے کوئی بورڈ یا تختی سرکاری فنڈ سے یا گورنمنٹ آف پنجاب کی جانب سے مہیا کئے گئے---

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آواز نہیں آ رہی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ نے یہ جواب بھجوایا ہے کہ دفتر نے کوئی بورڈ یا تختی سرکاری فنڈ سے یا گورنمنٹ آف پنجاب کی جانب سے مہیا کئے گئے کسی بھی ترقیاتی فنڈ سے لگائی ہے اور نہ ہی اس مد میں کوئی خرچہ کیا گیا۔ اگر کوئی حرکت بابت تختی اتارنے یا لگانے کی کی گئی ہو تو کسی کا انفرادی عمل ہو سکتا ہے اس میں کنٹونمنٹ بورڈ کا کوئی عمل دخل نہیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں کہ اس تحریک استحقاق کے دو حصے ہیں جن کے تحت privilege breech ہونے کی بات کی گئی ہے۔ ان کی تحریک کی لائن نمبر چھ میں کہا گیا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے حلقے میں 2016-17 میں جو ترقیاتی کام کئے گئے ہیں اور جاری ہیں ان پر جعل سازی کرتے ہوئے چودھری محمد ایاز اپنے نام کی تختیاں بطور ایم پی اے لگوا رہا ہے۔ ان کے مطابق جو یہ کہہ رہے ہیں کہ تختیاں لگ رہی ہیں انہوں نے کسی ادارے کی طرف اشارہ کیا، کسی سرکاری ملازم کا نام لکھا ہے اور نہ ہی کسی محکمے کا لکھا ہے کہ پبلک ہیلتھ لگوا رہا ہے، پراونشل بلڈنگ لگوا رہی ہے، ہیلتھ ہے، ایجوکیشن ہے، لوکل گورنمنٹ ہے، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ہے، کسی ڈیپارٹمنٹ کا کسی سرکاری افسر کا نام نہیں ہے بلکہ صرف ایک individual کا نام لکھا ہے کہ وہ لگوا رہا ہے۔ تحریک استحقاق کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس فرد کو ترقیاتی فنڈز بھی دیئے جا رہے ہیں۔ کسی بھی ایم پی اے کو کوئی بھی ترقیاتی فنڈز by name جاری ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کام کو مکمل کرنے کے لئے کسی کو بھی فنڈ جاری ہوتے ہیں۔ صرف ایک identification کا process ہے کہ اگر کوئی اپنے حلقے میں کوئی سکیم کرانا چاہتا ہے تو وہ متعلقہ محکمے میں نشاندہی کرتا ہے اور محکمے کا اپنا ایک طریق کار ہے۔ اس کے مطابق اگر وہ سکیم feasible ہو تو اس کے لئے پیسے جاری کر کے کام مکمل کرتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق ایک پرائیویٹ آدمی کے خلاف ہے۔ یہ تحریک کسی سرکاری ملازم یا ادارے کے خلاف نہیں ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی تحریک استحقاق جواب کے لئے pending کی گئی ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میری اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو سکتا پہلے اس کا جواب آنے دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے اُس دن بھی آپ سے درخواست کی تھی اور ایوان کے اندر احتجاج بھی کیا تھا۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری نے میری تحریک کا جو جواب دیا ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی۔ میرے پاس اس کی ویڈیوز اور دوسرے ثبوت ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی تحریک میں تو کسی سرکاری آدمی یا ادارے کا نام نہیں لکھا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیا ورنہ میں یہ سارے ثبوت مہیا کر دیتا۔ اگر کوئی مجھے سُنے گا، مجھ سے پوچھے گا اور ثبوت مانگے گا تو پھر ہی یہ کسی نتیجے پر پہنچ سکیں گے۔ انہوں نے تو یکطرفہ جواب لے کر یہاں پر پیش کر دیا ہے۔ یہ سراسر ناانصافی ہے۔ میرے پاس اس کی باقاعدہ ویڈیوز اور تصویریں ہیں۔ میں نے کسی کلرک یا تختی لگانے والے مزدور کا نام تو نہیں لینا۔ یہ تو محکمہ نے بتانا ہے کہ یہ تختیاں کس نے لگائی ہیں۔ میرا کام ان کو ثبوت مہیا کرنا ہے اور میں وہ دینے

کے لئے تیار ہوں۔ میرے موبائل فون میں یہ سارے ثبوت موجود ہیں جو کہ میں نے ابھی اپنے ہاتھ میں اُٹھایا ہوا ہے۔ آپ حکم کریں تو میں یہ ویڈیوز اور تصویریں ابھی دکھا دیتا ہوں لیکن میرے ساتھ یہ انتہا کی زیادتی نہ کریں اور اس ایوان کی اس طرح سے بے توقیری نہ کریں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے ایوان پر لعن تعن کر دی حالانکہ اس ایوان کے اُوپر اصل میں تو لعن تعن یہاں اندر سے آپ لوگ practically کر رہے ہیں۔ میں نے ایک شکایت آپ کے سامنے رکھی ہے لہذا مجھے اس کو ثابت کرنے کا موقع تو دیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس موقع تھا کہ آپ اپنی تحریک میں کسی آفیسر یا ادارے کی نشاندہی کرتے جبکہ آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور جب کمیٹی مجھے بُلوائے گی تو میں یہ سب کچھ ثابت کر دوں گا۔

جناب سپیکر: اب ایسا نہیں ہو سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحریک استحقاق کسی سرکاری اہلکار یا ادارے کے خلاف ہوتی ہے جبکہ معزز ممبر نے اپنی تحریک میں کسی سرکاری افسر یا ادارے کا نام نہیں لکھا تو پھر کمیٹی میں کس شخص یا ادارے کو طلب کیا جائے گا؟ ایسے ہوا میں بات نہیں ہوتی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! تحریک دینے کا مقصد یہی ہے کہ مجھے بتایا جائے کہ اس کے پیچھے کون ہے؟ معزز پارلیمانی سیکرٹری میرے ساتھ ابھی چلیں تو میں ان کو یہ ساری لگی ہوئی تختیاں دکھا دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ حکومت کے کسی ادارے نے ایسی کوئی تختی نہیں لگائی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! وہاں پر تختیاں لگی ہوئی ہیں اور ان پر سرکاری سکیموں کے نمبر بھی لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آصف محمود صاحب! آپ مہربانی کر کے اب تشریف رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں اور مجھے اس پر بات کرنے کا موقع ضرور دیں۔ میری آپ سے بڑی humble request ہے کہ میری اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: آصف محمود صاحب! میں آپ کی اس تحریک کو already dispose of کر چکا ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ رویہ مناسب نہیں اور میں اس کی مذمت کرتا ہوں کہ all of sudden ہمارا مائیک بند ہو جاتا ہے۔ بغیر مائیک کے بول بول کر ہمارے گلے بند ہو جاتے ہیں اور ہم ادویات کھا کھا کر تھک چکے ہیں۔ یہ روش ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے ایک شکایت آپ کے سامنے رکھی ہے تو آپ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کریں۔ میں وہاں پر ہر چیز ثابت کروں گا اور اگر میں ثابت نہ کر سکا تو یہ تحریک وہاں پر dispose of ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: آصف محمود صاحب! میں اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیسے کر دوں اور کس کے خلاف کروں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ ڈی سی راولپنڈی کو بُلوائیں اور وہ بتائیں گے کہ یہ تختیاں کس نے لگائی ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اپنی تحریک میں کسی کا نام لکھتے تو پھر ہم اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیتے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ تو ان کا کام ہے کہ معلوم کریں کہ یہ تختیاں کون لگوا رہا ہے؟ یہ ایسے ہی روٹی کو چوچی کہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (میاں طاہر): جناب سپیکر! ان کو پارلیمانی آداب سکھائیں۔

جناب سپیکر: ان کو سکھانے کی ضرورت نہیں، ان کو سب آداب کا پتا ہے اور وہ سب کچھ جانتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انہوں نے اپنی تحریک میں ڈی۔ سی راولپنڈی کا نام نہیں لکھا۔

جناب آصف محمود: میاں طاہر صاحب! آداب آپ سیکھ لیں۔ میں سپیکر صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ میں آپ سے بات نہیں کر رہا۔ میں نے پچھلے چار سالوں میں بڑے پارلیمانی آداب سیکھے ہیں۔ آپ مجھے پارلیمانی آداب نہ سکھائیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے پھر عرض کرتا ہوں کہ میری اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ آپ ڈی سی راولپنڈی کو بُلوائیں اور ان سے پوچھیں کہ یہ تختیاں کس نے لگائیں ہیں؟

جناب سپیکر: آصف محمود صاحب! آپ اور پارلیمانی سیکرٹری آپس میں مل بیٹھ کر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر لیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ہم آپس میں مل بیٹھ کر کیا بات کریں گے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری نے آپ کی تحریک استحقاق کا جواب دے دیا ہے اور rules کے مطابق یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لئے میں نے اس کو dispose of کر دیا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ rules ہمیں لے ڈوبے ہیں۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، آصف محمود صاحب! آپ نے مزید کچھ کہنا ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیں اور کمیٹی ڈی سی راولپنڈی کو بُلوا لیں میں کمیٹی میں یہ سب کچھ prove کر دوں گا۔ میرے پاس اس حوالے سے سارے ثبوت موجود ہیں۔ میرے پاس ویڈیوز اور تصویریں ہیں اور میں یہ ثبوت کسی فورم پر ہی مہیا کروں گا۔ اب میں یہاں پر تو یہ ویڈیوز نہیں دکھا سکتا۔ آپ مجھے موقع تو دیں۔ آپ بے شک مجھے اپنے پاس بُلا کر سُن لیں۔ آپ اس تحریک کو اپنے پاس رکھ لیں یا کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک کو پڑھ لیں۔ میں اسے کمیٹی کے سپرد کیسے کر دوں؟ محکمہ نے اس کا جواب دے دیا ہے اور اس کے بعد کس کے خلاف یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جائے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک کے ذریعے حکومت سے گزارش کی تھی کہ وہ بتائے کہ یہ تختیاں کون لگوا رہا ہے اور چکلالہ کنٹونمنٹ بورڈ کے CA کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ مہربانی کر کے میری تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: شہزاد منشی صاحب! ایسا نہیں ہو سکتا۔ پہلے اس تحریک کا جواب آئے گا پھر دیکھیں گے۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ جناب آصف محمود کی تحریک استحقاق کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ معزز ممبر جناب آصف محمود کو اپنی تحریک amend کرنے کی اجازت دے دیں یا وہ اس تحریک کو amend کر کے دوبارہ submit کروا دیتے ہیں کیونکہ یہ معاملہ بہت تشویشناک ہے۔

جناب سپیکر: ہاں، یہ ٹھیک ہے وہ اپنی تحریک کو amend کر کے دوبارہ submit کر دیں تو ہم اس کو دیکھ لیں گے۔ جب یہ اپنی تحریک دوبارہ جمع کروائیں گے تو پھر اس کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کیا میں اپنی تحریک کو amend کر کے دے دوں؟

جناب سپیکر: اس کے لئے جو طریق کار ہے وہ اختیار کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں نے اس سال تین تحاریک دی ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی نہیں آئی۔ کیا وہ تینوں تحاریک Rule-74 کی نذر ہو گئی ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! میں ابھی آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا اس کو بعد میں دیکھ لیں گے۔

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1239 جناب احمد خان بھچر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1250 سردار وقاص حسن موکل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1259 ڈاکٹر محمد افضل کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ابھی ہمارے بھائی جناب محمد عارف عباسی نے گزارش کی تھی کہ پنجاب اسمبلی کے سامنے مال روڈ پر ایک ہزار ٹیچرز کا احتجاج ہے جس وجہ سے مال روڈ بلاک ہے تو آپ نے کہا تھا کہ وزیر قانون آجائیں تو اُن سے بات کریں گے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں نے دو دن پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر یہی بات کی تھی کہ خواندگی اور غیر رسمی تعلیم کے ادارے کو قائم ہوئے 15 سال ہو گئے ہیں اور جن اساتذہ کو کنٹریکٹ پر

بھرتی کیا گیا تھا اُن کو ریگولر نہیں کیا گیا اور تشویشناک بات ہے کہ ابھی تک اُن کی تنخواہ بھی صرف 5 ہزار رہے اور وہ بہت زیادہ پریشان ہیں جس پر آج اُن کا احتجاج ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم وزیر قانون کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات کریں گے، اِدھر یہ بات مناسب نہیں لگے گی۔ میں، وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف صاحب بیٹھ کر یہ بات کریں گے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی گئی ہے کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 9۔فروری صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔